سلسلۂ تائیدیہ حنفیہ

نمبر ۱۳

الحمد للہ والمنہ کہ رسالہ نافعہ خاص و عام مسمے بہ

# حکمت چراغ

مولفہ

علامہ احمد مکرم صاحب عباسی چریاکوٹی

صدیقی پریس بنارس میں چھپکر شائع ہوا



اشاعت اول ۱۳۳۱

# دم چار یار

یہ وہ کتاب ہے جسکا نام سنکر شیعون کی بدن لرزہ پڑجاتا ہے اور چہرہ کا رنگ فق ہوجاتا ہے اور جتنا ہی شیعون کے حواس گم ہوتے ہین اُتنا ہی سنیون کا فرقہ ناجیہ بشاش ہوجاتا ہے اس مقدس کتاب کے چار باب ہین پہلے باب مین تبرّا کے جواز و عدم جواز کی بحث ہے اور شیعون کی اُس دلیل شرعی کا قرار واقعی رد ہے جس سے وہ صحابہ کرام پر لعنت کرنیکا جواز ثابت کرتے ہین۔

دوسرے باب مین اُن اکابر علمائے شیعہ ہداہم اللہ کی دلیلون کا قلع قمع کیا ہے جو تمام عددون پر بارہ کی عدد کو فضیلت دیکر بارہ امامون مین امامت کو منحصر کرتے ہین۔ مولف علام نے ایک سو دس دلیلین شرعی اور عقلی دیکر چار کی فضیلت بدیہی طور پر ثابت کرکے شیعون کے دعوے کو جو اوہن من بیت العنکبوت ہے ملیامیٹ کردیا ہے۔

تیسرے باب مین امامت کی بحث ہے جس مین امامت کی محققانہ تعریف کے شروط اور دعاوی شیعہ کی تردید مالا کلام ہے۔

چوتھے باب مین اہل بیت رسول کی تحقیق اور محبان اہلبیت کی واقعی گوشمالی ہے آخر مین یہ بتا دینا بھی ضرور ہے کہ جناب شیخ علی حسین صاحب چریاکوٹی جو سابق مین شیعہ تھے اب سنی ہوگئے ہین وہی اس کتاب کے مصنف ہین۔ شائقین محققین ہنوز یہ کتاب زیر طبع ہے مگر فرمائشات آنی شروع ہوگئی ہین۔ اسکا حجم تقریباً ۸۰ صفحہ ہوگا لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ لگایا جائیگا۔ یہ کتاب آخر ماہ صفر تک بالکل تیار ہوجاویگی۔ جن حضرات کی فرمائشات کے ہمراہ قیمت پیشگی آویگی ۳۱ اپریل تک صرف ۸/ بعد تاریخ معینہ کے قیمت فی جلد ۱۰/ ادا دینا ہوگا۔ جبکہ آنہ وصول ہونے پر بوقت تیار ہونے کتاب کے بذریعہ بک پاکٹ روانہ خدمت کیا جاویگا۔ ورنہ ۸/ کا ویلیو پے پوسٹ کردیا جاویگا۔ خریدارون کو جلد فرمائشین بھیجنی چاہیئے۔

## تجارت پیشون کو مژدہ

کتاب ہذا پانچہزار زیر طبع ہے اگر آپ اپنا تجارتی اشتہار اس کتاب مین طبع کرانا چاہین تو فائدہ اوٹھانے کا اچھا موقع ہے۔ اجرت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی ایک صفحہ کے لئے ۳/ اور نصف صفحہ کے لئے ۱۲/ مقرر کی گئی ہے۔

## المشتہر

آپکا خیر اندیش۔ حاجی محمد حفیظ الدین احمد اینڈ سنس جنرل مرچنٹ محلہ آبرہا پھاٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# دیباچہ

الحمد للہ الذی الجلال ذالاکرام والصلوٰۃ والسلام علی محمد خاتم الانبیاء و سید الانام و علی آلہ الکرام و اصحابہ العظام

## گذارش

جب مین اپنی کتاب "الاخلاق" تیار کر چکا میرے چند احباب نے جن مین قاضی محمد نظام الحق صاحب کو حق امتیاز حاصل ہے یہ خواہش ظاہر کی کہ اگلے اور بعض پچھلے حکماء کے وہ اقوال ایک جگہ جمع کر دیے جائین جو اخلاق اور پند و نصائح سے تعلق رکھتے ہین۔

احباب صمیمی کی فرمان پذیری ضروری ہے اسلئے قبول کرنے کے ساتھ ہی مین نے یہ کام بسم اللہ شروع کر دیا لیکن اتنی مین نے اپنی طرف سے زیادتی کی کہ نقل اقوال سے پہلے ہر حکیم کی مختصر اور بقدر ضرورت حالات بھی لکھدیے ہین تا ناظرین کے لیے ایک گونہ دلچسپی کا سامان بھی مہیّا رہے۔ کیونکہ معلوم ہے ملک و قوم مین آج کل تاریخی ذوق انتہا درجہ کو بڑھا ہوا ہے۔

اور یہ کتاب مطبع صدیقی شہر بانس بریلی اِس غرض سے شائع ہوئی تا مولوی حاجی حفیظ الدین احمد صاحب اڈیٹر و پروپرائٹر رسالہ تعلیم الاسلام کو جو ہمہ تن قومی ترقی اور اصلاح اخلاق مین کوشان ہین اُنکے مقاصد مین مدد دیجاے واللہ المعین و بہ نستعین فقط

الراقم۔ احمد مکرم عباسی چریاکوٹی

۱۱- ربیع الثانی روز پنجشنبہ ۱۳۲۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیوانات۔ نباتات جمادات اور تمام بسائط آگ۔ ہوا۔ پانی مٹی اور تمام اجرام علویہ مین سے ہر موجود کے قوی۔ ملکے اور افعال ہوتے ہین جس سے وہ اپنے غیر سے ممتاز ہوجاتا ہے اور بعض ایسے قوی ملکے اور افعال بھی ہوتے ہین جن مین دوسرے مشارک پائے جاتے ہین۔

مگر کل موجودات مین انسان ہی وہ اکیلا مخلوق ہے جس مین اخلاق محمود اور افعال مرضیہ ہین یہ شرف سوائے انسان کے اور کسی دوسرے موجود مین نہین ہے اسیوجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے اس رسالہ مین ہم انسان کے ان قوی اور ملکات سے بحث نہین کرینگے جس مین دوسری مخلوقات بھی حصہ لیتے ہین بلکہ صرف اُن قوی سے جن مین انسان آپ متفرد ہے۔

## انسان مین

چار قوتین اصل اصول ہین کہ اُنھین کیوجہ سے انسان انسان کہا جاتا ہے۔

اوّل: قوت ناطقہ جسکو نفس ملکیہ بھی کہتے ہین۔ اور تمام بدن مین دماغ وہ آلہ ہے جو اس قوت کو کام مین لاتا ہے۔

دوسری۔ قوت شہوتیہ جو نفس بہیمی بھی کہی جاتی ہے۔ بدن بھر مین جگر وہ آلہ ہے جو اس قوت کو استعمال کرتا رہتا ہے۔

تیسری۔ قوت غضبی جسکو نفس سبعی کہتے ہین اور بدن بھر مین دل اسکے استعمال کرنیکا آلہ ہے اگر نفس ناطقہ کی حرکت اعتدال پر ہو اپنی حد سے آگے نہ بڑھ جائے اور ہمیشہ معارف صحیحہ کے شوق مین مبتلا رہے اور مظنونات و جہالات سے متنفر رہے تو اس سے علم کی فضیلت پیدا ہوتی ہے اور فضیلت علم سے حکمت پیدا ہوتی ہے۔

نفس بہیمی یعنی قوت شہوتیہ اگر معتدل ہو نفس عاقلہ کی تابع ہو اس سے سرکشی نہ کرے۔ ہوا و ہوس مین منہمک نہوجائے تو اس سے عفت حادث ہوتی ہے اور سخاوت عفت کے ساتھ ساتھ نفس غضبی کی حرکت اگر اعتدال پر ہو نفس عاقلہ کی تابع ہو تو اس سے فضیلت حلم پیدا ہوتی ہے اور حلم سے

شجاعت صادر ہوتی ہے۔
یہ تینوں فضیلتین جب اعتدال پر آجائین اور مکمل ہوجائین تو اس سے عدالت فضیلت پیدا ہوتی ہے اور یہی لیے حکما متفق ہین کہ اجناس فضائل چار ہین حکمت۔ عفت۔ شجاعت اور عدالت۔
جس شخص مین یہ چارون فضیلتین اعتدال کے ساتھ تمام و کمال ہون وہ اگر اپنے اوپر آپ فخر کرے تو یہ فخر بجا اور مناسب ہے۔
جو لوگ اپنے باپ دادا پر فخر و تفاخر کرتے ہین وہ بھی اسی وجہ سے ہے کہ ان مین یہ فضائل و کمالات بدرجہ اتم تھے یا بعض کمالات تھے بعض نہین تھے بس جس شخص مین فضائل و کمالات کی جتنی کمی ہوگی اتنا ہی وہ کم فخر کے قابل ہوگا۔
جس طرح فضائل چار ہین اُن کے اضداد رذائل بھی چار ہین یعنی حکمت کے مقابل جہل عفت کے مقابل مین شر۔ شجاعت کے مقابل مین جبن اور عدالت کے مقابل مین جور اور ان رذائل کے اقسام و اشخاص جو امراض نفسانیہ سے تعبیر کئے جاتے ہین اگرچہ بے نہایت ہین لیکن بعض کا ذکر انشاءاللہ ہم بالضرورت کرینگے۔

## حکمت

تمیز دار نفس ناطقہ کی فضیلت کا نام ہے اور وہ یہ ہے کہ کل موجودات کو جس طرح پر کہ وہ ہین جان لے تم یون سمجھو کہ امور الٰہیہ اور امور نفسانیہ اگر معلوم ہو جائین اور یہ تمیز ہونے لگے کہ ان باتون کا کرنا واجب ہے ان باتون کا کرنا واجب نہین ہے تو حکمت حاصل ہوگئی۔

## عفت

حس شہوانی کی فضیلت کا نام ہے یعنی قوت شہوت رای صائب اور تمیز صحیح کی پابند ہو۔

## شجاعت

نفس غضبی کی فضیلت کا نام ہے اور وہ یہ ہے کہ غضب نفس عاقلہ کی تابع ہو۔ جہان غضب کرنا واجب ہو غضب ہو اور جہان حلم درکار ہو نرم ہو جائے جس جگہ صبر و برداشت محمود ہو وہان صبر کرے

اور خوفناک مقامات مین ہمت نہ ہارے نہ دل مین خوف کھائے۔

## عدالت

نفس انسان کی وہ فضیلت ہے جو ان تینون فضیلتون کے اجتماع سے پیدا ہوتی ہے۔

## حکمت سے چھ صفتین پیدا ہوتی ہین

اول:۔ ذکا یعنی نتیجہ کار پر جلدی پہونچ جانا۔

دوسرے۔ ذکر عقل و وہم جو صورت امر ذہن مین پیدا کرتی ہے اُس کا ثابت رہنا۔

تیسرے:۔ تعقل یعنی اشیا موضوعہ سے محض نفس کی موافقت جس طرح پر کہ وہ ہین۔

چوتھے:۔ صفا ذہن یعنی نفس مین مطلب کے استخراج کی استعداد ہونی۔

پانچوین:۔ جودت ذہن یعنی جو بات لازم آنیوالی ہے اُس مین نفس کو تامل کرنا۔

چھٹوین۔ سہولت تعلم اور یہ نفس کی وہ قوت ہے جو امور نظریہ کا ادراک کرلیتی ہے۔

## عفت سے بارہ صفتین پیدا ہوتی ہین

اول:۔ حیا یعنی وہ باتین جو عقل و شریعت کے نزدیک خراب مذموم ہین اُنکے کرنے سے نفس خوف کرے۔

دوسرے۔ دعۃ یعنی شہوت کی حرکت کیوقت نفس کا سکون مین رہنا۔

تیسرے:۔ صبر یعنی ہوا و ہوس سے نفس کا مقابلہ کرنا تا قبیح لذتون مین منہمک نہ ہو جائے۔

چوتھے:۔ سخا یعنی لینے اور دینے مین اعتدال قائم رہنا جہان جسقدر خرچ کرنا ضروری ہو وہان بمقدار مطابق خرچ کرے اور جہان امساک مستحسن ہو وہان ہاتھ روکے رہے۔

پانچوین:۔ حریت یہ نفس کی وہ فضیلت ہے جسکے ذریعہ سے من وجہ مال پیدا کرے اور من وجہ عطا کرے اور بلا اس فضیلت کے اکتساب مال متنع ہو۔

چھٹوین:۔ قناعت یعنی کھانے پینے اور زینت دنیاوی مین تساہل کرنا اور آسانی سے گذارنا۔

ساتوین:۔ دیانت۔ آٹھوین:۔ انتظام اور یہ ترتیب امور کی ایک عمدہ حالت ہے۔

نوین:۔ حسن ہدیہ یعنی زینت حسنہ کے ساتھ نفس کی تکمیل محبت۔

دسوین :۔ مسالمت یعنی نفس مین جو ایک اضطرابی کیفیت ہے اس کا دور ہو جانا۔
اگیارھوین : وقار اپنے مطالب کے حاصل کرنے مین نفس کا ساکن اور ثابت قدم رہنا۔
بارھوین :۔ ورع اُن اعمال صالحہ جمیلہ کا اپنے اوپر لازم کر لینا جن مین نفس کا کمال ہے

## شجاعت سے آٹھ

صفتین پیدا ہوتی ہین ۔ اوّل کبر نفس ۔ دوسرے دل کی مضبوطی ۔ تیسرے بلند ہمتی ۔ چوتھے صبر وثابت قدمی ۔ پانچوین حلم و بردباری ۔ چھٹوین سکون یعنی خصومت اور جنگ مین طیش نہ آجانا۔
ساتوین ۔ شہامت یعنی بڑے بڑے کامون مین ہمت کرکے بڑھ جانا تا دین و دنیا مین بلند مرتبہ ہو
آٹھوین ۔ احتمال اور یہ وہ قوت ہے جو آلات بدن کو امور حسنہ مین استعمال کرتی ہے۔

## سخاوت سے چھ

عمدہ صفتین پیدا ہوتی ہین اوّل کرم یعنی کا بڑے تو امور جلیلہ مین کتنا ہی مال خرچ کرنا ہو تو اُس سے دریغ نہ کرے اِس طرح پر کہ عقل و شریعت کے خلاف بھی نہو۔
دوسرے ۔ ایثار اور یہ انسان کی وہ فضیلت ہے جو دوسرے ابنای جنس کی حاجات کو رفع کرے۔
تیسرے ۔ نبل یعنی اچھے اچھے کامون کے کرنے سے نفس کا خوش ہونا۔
چوتھے :۔ مواسات یعنی دوستون کی معاونت کرنی اور مال و قوت مین مستحقون کی شرکت کرنی۔
پانچوین ۔ سماحت یعنی بذل و عطا ۔ چھٹوین مسامحت یعنی بعض محبوب چیزون کا ترک کر دینا۔

## واضح ہو کہ

عطیات و صدقات کے بہت سے مختلف نام ہین ۔
(۱) اہل و عیال کے حق مین نفقہ ہے (۲) ماں باپ کے حق مین بر (۳) امام و مجتہد کے حق مین جائزہ (۴) استاد کے حق مین ہدیہ (۵) بزرگون کی خدمت مین جو پیش کیا جائے وہ تحفہ ہے (۶) دوست آشنا کو دیا جائے تو ہبہ ہے (۷) فقیر و مسکین کے حق مین صدقہ و خیرات (۸) اگر کسی نیکی کے بدلہ مین ہو تو مروت ہے (۹) اگر بے عوض ہو تو احسان (۱۰) اگر بزرگ اپنے خادم

چھوٹے کو دے تو وہ عطا و انعام ہے (۱۱) اگر مداح یا گویون کو دیا جائے تو وہ صلہ ہے۔
(۱۲) اگر فراخ دستی اور خوش حالی کیوقت دیا جاوے تو سماحت (۱۳) اگر اپنے کو احتیاج ہوتے ہوئے
صرف کرے تو وہ کرم ہے (۱۴) اگر ہر جاندار پر محتاج سمجھکر خرچ کرے تو وہ جود ہے (۱۵) اگر اپنی ہر چیز
کو اللہ کی راہ مین تصدق کردے تو بذل و ایثار ہے (۱۶) اگر زمین یا باغ وغیرہ کوئی سبیل اللہ دیدے
تو یہ وقف ہے (۱۷) اگر کسی چیز سے کوئی خاص دلبستگی نہو بلکہ جہان طبیعت کا میلان ہو وہان صرف
کرے تو سخاوت ہے (۱۸) احسان کرنے کے بعد اگر دل مین یہ خیال نہ گذرے کہ ہم نے احسان
کیا ہے تو وہ فتوت اور جوانمردی ہے۔

زکات اور خمس وغیرہ ان سب اقسام سے جدا گانہ ہین

سخی حقیقت مین بخیل اور بخیل درحقیقت سخی ہے اس لئے کہ سخی جو کچھ رکھتا ہے مع ثواب کے
مستزاد سب اپنے ساتھ لیجاتا ہے اور بخیل اپنا مال و دولت کل دوسرون کے لئے چھوڑ جاتا ہے
عطیات و صدقات جتنا ہی مخفی طور پر ہون اچھا ہے اور اسی مین زیادہ صواب ہے جسوقت
انسان کوئی اچھا عمل کرتا ہے یا کرنا چاہتا ہے ساتھ ہی نفس امارہ کو یہ خواہش ہوتی ہے کہ لوگ
میرے اس کام کو جان لین اور شیطان بھی اس مذموم آرزو کی تائید کرتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے
کہ نفس و شیطان مین جنگ چھڑ جاتی ہے۔ اگر نفس انسانی شیطان پر غالب آگیا تو لوگون کو
اُسکے صدقہ یا کسی عمل خیر پر عام اطلاع اور شہرت نہین ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ اس مین ثواب
زیادہ رکھا گیا ہے۔

قرآن مین اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اگر تم صدقہ و زکات ظاہر کرکے فقرا کو دو تو اس مین کوئی حرج نہین
ہے لیکن اگر چھپا کر دو تو بہت اچھا ہے۔

چھپا کر دینے مین حکمت یہ ہے کہ دنیا مین اہل طمع اور غرض والے بہت ہین ان مین بعض مستحق ہین
بعض غیر مستحق بھی ہوتے ہین۔

اگر کسی ذو ثروت کے عطا و بخشش کا عام اعلان ہوجائے تو لامحالہ غرض اور طمع والون کی رگ

طمع حرکت مین آئیگی اور دینے والا ہو ضرور ہے کہ نشانہ تیر ملامت بنجائے اس لیئے کہ دو صورت سے خالی نہین۔

یا تو جتنے اہل طمع ہین سب کو دے دلاکر خوشنود رکھے یا یہ کہ بعض کو راضی اور بعض کو خالی ہاتھ واپس کرے۔ پہلی صورت محال ہے کیونکہ کوئی انسان چاہے کتنا ہی زیادہ مال و دولت رکھتا ہو ہر کس و ناکس کے دامن مقصود کو بھر نہین سکتا۔ انجام یہ ہوگا کہ بہت سارے لوگ آزردہ خاطر واپس ہونگے پس لاجرم دینے والا بدنام و ملامت زدہ ہو پس عطا و صدقہ مین جہانتک ممکن ہو اخفا ہی بہتر و مناسب ہے۔

## عدالت سے آٹھ

عمدہ صفتین پیدا ہوتی ہین اول صداقت اور محبت صادق جو فی زماننا عنقا صفت ہے۔ دوسرے الفت یعنی رایون کا متفق ہونا۔ تیسرے صلۃ الرحم یعنی دنیاوی بھلائیون مین قرابت دارون کا آپس شریک ہونا چوتھے مکافات یعنی احسان کا احسان سے مقابلہ خواہ برابر ہو یا زیادہ ہو۔ پانچوین حسن شرکت یعنی آپس مین معاملات کی لین دین مین ہر طرف اور ہر طرح سے اعتدال رہے۔ چھٹوین حسن قضا۔ ساتوین تودد یعنی اپنے کفو اور اہل فضل سے محبت رکھنی آٹھوین عبادت

## ہر قوت کے تین جانب ہوتے ہین

ایک افراط جو حد اعتدال سے زیادہ ہو۔ دوسرے تفریط جو اعتدال سے کم ہو اور تیسرے وسط جو ان دونون کا درمیانی جانب ہے۔

دو جانب افراط و تفریط کے مذموم ہین جنکا شمار رزائل مین ہے اور بیچ کی حد اوسط مدوح صفت ہے۔ تم یون سمجھو کہ حد اوسط سے آگے بڑھنا اور کم ہونا یعنی بڑھنا اور گھٹنا دونون مذموم ہے۔

## قوت ناطقہ کا

جانب افراط جربزہ اور جانب تفریط بلاہت ہے اور حد اوسط حکمت ہے۔

## قوت شہویہ

زیادتی شرہ ہے۔ نقصان خمود ہے اور حدا وسط عفت ہے۔

## قوت غضب

کی زیادتی تہور نقصان جبن ونامردی اور حدا وسط شجاعت ہے۔

## قوت عدالت

کی زیادتی ظلم نقصان انظلام اور حدا وسط عدالت ہے۔

## حکمت

وہ علم ہے جس مین اعیان موجودات خارجیہ کے احوال وکیفیات سے بحث کی جاتی ہے جس طور پر کہ وہ ہین اور جہان تک طاقت بشری کام دیسکے۔ حکمت کی تین قسمین ہین طبیعی ریاضی۔ الٰہی طبیعی وہ علم ہے جس مین اُن امور سے بحث ہوتی ہے جو تعقل اور وجود خارجی مین مادہ کے محتاج ہون جیسے ہوا آگ پانی اور تمام اجسام بسیطہ مرکبہ۔

ریاضی مین اُن امور سے بحث کی جاتی ہے جو فقط تعقل مین مادہ کے محتاج ہون جیسے مقدار وعدد کہ وہ مادیات مین موجود ہین۔

الٰہیات مین اُن امور سے بحث ہوتی ہے جو نہ تعقل مین مادہ کے محتاج ہون نہ وجود خارجی مین جیسے باری تعالیٰ اور عقول۔

موجودات یا تو وہ افعال واعمال ہین جنکا وجود ہمارے قدرت واختیار مین ہے۔ اور جن سے معاش (حرفت وپیشہ) ومعاد کی اصلاح متصور ہے تو اسکو حکمت عملی کہتے ہین اگر یہ افعال واعمال ایسے ہین جنکا وجود ہمارا اختیاری نہین ہے تو وہ حکمت نظری ہے۔

حکمت عملی کی تین قسمین ہین (اول) تہذیب اخلاق جس مین ایک شخص کے مصالح سے بحث ہوتی ہے تا اُس سے بُرے اخلاق دور ہون اور اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو (دوسری قسم) تدبیر منزل اس علم مین ایک ایسی گروہ یا جماعت کے مصالح سے بحث ہوتی ہے جو ایک گھر مین مل جُلکر رہتے ہین مثلاً باپ بیٹا۔ بی بی۔ شوہر۔

(تیسری قسم) سیاست مُدُن اِس علم مین ایسی جماعت یا گروہ سے بحث ہوتی ہے جو ایک شہر مین ملکر رہتے ہین
اسیطرح حکمت نظری کی بھی تین قسمین ہین (اول) الٰہیات جسکو فلسفۂ اولی علم کلی اور علم الاعلیٰ بھی کہتے ہین۔ دوسرے ریاضیات یا علم اوسط تیسرے طبیعات یا علم ادنی۔ اور ان سب کی تفصیل مبسوط کتابون مین دیکھنی چاہئے۔

الغرض حکمت اُس ملکہ سے عبارت ہے جو خیر و شر اور صادق و کاذب مین امتیاز کر لیتا ہے۔ جب ایسا ملکہ نفس ناطقہ کو حاصل ہوجاے کہ ایک توجہ مین اِسکے نزدیک اشیاء ممتاز ہوجائین اور قضایا جھوٹے یا سچّے قرار پائین اور افعال کا اچّھا بُرا ہونا منکشف ہوجاے تو ایسے شخص کو حکمت حاصل ہوگئی اور ایسے ہی نفوس حکیم کہلاتے ہین اور حکمت تمام سعادتون کی جڑ ہے۔

یہہ مباحث مین نے اپنی کتاب الاَخلَاق مین مفصلا اور دلچسپ لکھے ہین جو فی الحال چھپی ہے اور درخواست پر ملسکتی ہے۔

## حکیم لقمان بن آذر

یہہ مشہور و معروف حکیم ولایت حبش مین دیار نوبیہ کے کسی قریہ کا رہنے والا تھا۔ بلاد شام مین کسب علوم و فنون کیا اور وہین ہزار برس کی عمر مین انتقال ہوا۔ حضرت لقمان حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ مین موجود تھے اور کہتے ہین کہ اِس شریف فن مین اُنھین کے شاگرد بھی تھے۔

حضرت داؤد کی نبوت سے پہلے لقمان کے متعلق فتوے دینے کی خدمت تھی جب اللہ تعالیٰ نے داؤد کو خلعت نبوت سے سرفراز کیا تو حکیم نے اِس کام کو ترک کر دیا لقمان پیشہ کونسا کرتے تھے اِس مین مورخین کو اختلاف ہے۔ بعض لوگون نے اُن کو درزی لکھا ہے۔ بعض نے نجار بتایا ہے۔ بعض نے چرواہا لکھا ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل مین قاضی تھے۔

حضرت عکرمہ اور شعبی رحمہما اللہ سے ایک روایت ہے کہ لقمان نبی تھے۔ بعض علما بھی اسیکے قائل ہین لیکن جمہور اسی طرف ہین کہ وہ حکیم تھے نبی نہین تھے۔

قرآن مجید مین بہی حضرت لقمان کا ذکر خیر ہے اور ان کے نام پر ایک سورۃ لقمان ہے اس سورہ مین
اللہ تعالیٰ نے اُن نصیحتون کو ذکر کیا ہے جو حکیم نے اپنے بیٹے کو کی تہین اور ان آیات کو ہم نے
اپنی کتاب "الاخلاق" مین حوالہ قلم کیا ہے۔ لقمان کے اس بیٹے کا نام جسکا ذکر قرآن مین ہے مختلف
فیہ ہے تفسیر عبداللہ بن عباسؓ مین اُسکا نام سلام مذکور ہے حیوۃ الحیوان مین ہارون لکہا ہے
بعض نے انعم اور بعض نے مشکم بتایا ہے۔

ایک روز لقمان سے اُنکے بیٹے نے پوچہا کہ اگر بندہ کو کسی ایک نعمت لینے کا اختیار دیا جائے تو کونسی
نعمت اختیار کرنی چاہیئے حکیم نے کہا دین۔ اس نے پوچہا اگر دو نعمتین ہون حکیم نے کہا دین اور مال
تا مال کی وجہ سے آفت طمع سے محفوظ رہے بیٹے نے پوچہا اگر تین نعمتین ہون حکیم نے کہا دین مال
حلال اور سخاوت اس لئے کہ سخاوت کے سبب لوگ اس سے خوش رہینگے۔ بیٹے نے پوچہا اگر چار نعمتین
ہون حکیم نے کہا دین مال حلال سخاوت اور حیا تا حیا کے ذریعہ سے اپنے مال کو ریا اور حق کی مخالفت مین
صرف نہ کرے پھر بیٹے نے پوچہا اگر پانچ نعمتین ہون حکیم نے جواب دیا کہ تب پانچوین نعمت اخلاق ہے
اور بس اسلئے کہ جب یہ پانچون نعمتین حاصل ہوگئین تو وہ شخص برگزیدہ بارگاہ الٰہی ہوگیا۔

آخر مین لقمان نے چند نصیحتین اپنے عزیز بیٹے کو کین وہ یہ ہین کہ صبر و یقین اپنا پیشہ کرو۔ دنیا کی کسی چیز کو نعمت
آخرت سے بہتر نجانو۔ تھوڑی چیز اور تھوڑے رزق پر قناعت کرو دوسرون کے رزق و مال پر نظر نہ
رکھو۔ کہانے پینے سے سیر اور حکمت کے بھوکے رہو۔ کسی ادنیٰ نفع سے محنت کا می نہ کرو۔ اگر لوگ
تمہاری ایسی تعریف کرین جو تم مین نہو تو اُسپر خوش اور مغرور نہو۔ زبردستون سے لڑائی نہ کرو۔
دل مین کسی بدگمانی کو راہ ندو۔

پانچ آدمیون سے پانچ حالت مین پرہیز کرتے رہنا (۱) لئیم سے جب اُسکے ساتھ تمہاری معاشرت
ہوجائے (۲) عاقل سے جب تم اُسکی ہجو کر لو (۳) احمق سے جب اُسکی مزاحمت کرو (۴) جاہل سے جب اُسکے
پاس بیٹھو (۵) اور عالم سے جب اُسکے ساتھ جھگڑا کرو اور ہر عمدہ کام مین عجلت کرو۔ غصہ کی ابتدا
جنون اور اُسکا انجام پشیمانی ہے۔

تین باتون کے اختیار کرنے مین سعادت ہے (۱) ناصح کا مشورہ (۲) دشمن کی مدارات (۳) اور ہر ایک کے ساتھ محبت سے ملنا جلنا۔

مغرور وہ ہے جو نہ دیکھی ہوئی چیز کی تصدیق کرے اور نہ ملنے والی چیز کا متمنی ہو حسد سے بچتے رہو کہ وہ دین مین فساد ڈالتی ہے اور دل کو کمزور کرتی ہے جب تم کسی بادشاہ یا حاکم کی خدمت مین رہو تو کبھی نمامی چغلخوری نہ کرنا ایسا کرنے سے تمہاری عزت تو کچھ نہ بڑھے گی البتہ حاکم کو تم سے نفرت ہو جائے گی کیونکہ جب وہ تمہاری زبان سے دوسرون کی بدگوئی سننے کا عادی ہو جائے گا تو دوسرون کی زبان سے تمہارے عیب بھی سنیگا اور بالآخر تم سے بدگمان ہو جائیگا۔ حاکم کی خوشی کیوقت اس سے بہت قریب رہو اور غصہ کیوقت اس سے دور رہو۔ حاکم کے ساتھیون کے ساتھ مہربانی کرو۔ اسکے محارم پر نظر نہ ڈالو اسکے عیب نہ سنو اسکا بھید کسی پر ظاہر نہ کرو اور اسکے غضب سے کبھی اپنے کو محفوظ نہ سمجھنا کیونکہ اس مین اور تم مین کوئی نسبی قرابت نہین ہوگی۔

ایک روز حکیم کا بیٹا قضائے حاجت کو گیا اتفاقاً بیت الخلا مین دیر لگ گئی حکیم کو پکار کر فرمایا کہ پاخانہ مین دیر تک نہ بیٹھو ورنہ بواسیر ہونیکا اندیشہ ہے۔

دس چیزون سے غم پیدا ہوتا ہے (۱) مویشی کے بیچ سے راستہ چلنا (۲) بیٹھکر عمامہ باندھنا (۳) کھڑے ہوکر پائجامہ پہننا (۴) دانت سے داڑھی کاٹنی (۵) دروازہ کی چوکھٹ پر بیٹھنا (۶) بائین ہاتھ سے کھانا کھانا (۷) دامن سے منہ پونچھنا (۸) داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا (۹) پانی مین پیشاب کرنا (۱۰) قبرستان مین ہنسنا۔

## لقمان کا نسب

حضرت ہود علیہ السلام نے میشاص ایک بی بی سے نکاح کیا ان سے دو بیٹے فالغ اور قحطان پیدا ہوئے فالغ طوفان نوح کے ایک سو چالیس برس بعد وجود مین آئے اور چار سو چوہتر برس کی عمر مین انتقال کیا جب فالغ کی عمر تیس سال کی ہوئی انکے ایک بیٹا راغو پیدا ہوا۔ راغو کا انتقال ۲۳۰ برس کی عمر مین ہوا۔ راغو کی پیدائش لغایت طوفان نوح کے چھ سو ستر برس پیچھے بنی آدم کی زبانین مختلف ہوگئین اور اولاد نوح دنیا کے الگ الگ حصون مین ہر طرف منتشر ہوگئے۔

راغو کے تینتیس ۳۲ برس کی عمر مین شاروغ پیدا ہوئے اور ان کا انتقال دوسو انتالیس ۲۳۹ برس کی عمر مین ہوا توریت مین شاروغ کا نام سرغا لکھا ہے۔

شاروغ کے تیس یا تیس برس کی عمر مین ناحور پیدا ہوئے اور اُنھون نے دوسو ساٹھ برس کی عمر مین انتقال کیا اور یہ ناحور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دادا تھے۔ جب ناحور کی عمر ستائیس سال کی ہوئی اُنکے ایک بیٹا تارخ پیدا ہوا اور یہی آزر بت پرست یا بت ساز ابراہیم خلیل اللہ کے باپ تھے۔ دوسو پچاس برس کی عمر مین انتقال کیا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ فانع کے بیٹے شالغ تھے شالغ کے بیٹے اشروغ۔ اشروغ کے بیٹے ارغو۔ ارغو کے بیٹے ناحور۔ ناحور کے بیٹے تارخ یعنی آزر السلام۔ تارخ عرف آزر کا نکاح یونان یا نمرود بادشاہ کی بیٹی ادنے سے ہوا اور ان بی بی سے آزر کے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ ایک ابراہیم خلیل اللہ دوسرے لوط کے باپ ہاران اور تیسرے ناحور۔ ناحور کے بیٹے باعورا اور باعورا کے بیٹے لقمان تھے اور لقمان حضرت ایوب بن اموص بن رازخ بن روم بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم کے خالہ زاد بھائی تھے۔

صاحب عمدہ نے لقمان بن باعورا بن ناحور بن آزر لکھا ہے۔

## افلاطون

حکیم فیلسوف داراب بن بہمن بادشاہ ایران کا ہمعصر ہے۔ افلاطون کے آخر زمانہ مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ اسکے شاگردون کے تین فرقے تھے اشراقیین رواقیین مشائین۔

اشراقیین وہ لوگ تھے جو لوث دنیادی سے بالکل پاک تھے۔ اور بلا توسط عبارات اور اشارات کے تزکیہ نفس اور توجہ قلب کے ذریعہ سے علوم حاصل کرتے تھے۔ رواقیین وہ جماعت تھی جو پڑھنے لکھنے کے لئے افلاطون کے گھر آتے۔ اور چھجہ پر بیٹھکر پڑھتے تھے۔ رواق چھجہ کا ترجمہ ہے اور اسیوجہسے وہ جماعت رواقیین کے خطاب سے مشہور ہوئی۔ تیسرا گروہ مشائین یہ لوگ جب افلاطون کی سواری نکلتی تھی تو ہمراہ رکاب پڑھتے جاتے تھے اور اسیوجہ کو مشائین وہ لوگ کہلانے لگے جو دنیا مین چل پھر کر علوم سیکھتے تھے۔ ارسطو فرقہ رواقیین سے ہے۔ افلاطون کے بعد جن لوگون نے ارسطو کی ہمکابی سے فائدہ اوٹھایا اُن کو

مشّائین کہتے ہین - افلاطون کے اقوال مین سے یہ ہے کہ (۱) جب تک تم اپنے نفس کی حفاظت پر قادر نہو دوسرے کی حفاظت نہین کرسکتے (۲) دوسرا اگر خرابی مین ہو تو خوش نہو (۳) اگر تم یہ چاہو کہ لوگ تمھارے قول پر عمل کرین تو پہلے خود اپنے قول پر کاربند ہولو۔

## دیمقراطیس

یہہ حکیم و دانشمند بہمن بن اسفندیار بادشاہ ایران کے عہد مین تھا۔ حکیم ارسطا طالیس نے اِسکے قول کو اپنے اُستاد افلاطون کے قول پر ترجیح دی ہے۔ دیمقراطیس کا قول ہے کہ جب تک تمھاری رائے غصّہ سے مغلوم ہوا ور جب تک تم شہوات نفسانی کے تابع ہو اپنے کو آدمیون مین شمار نکرو (۲) ہر آدمی کو عزت ورفعت کے وقت پہچاننا چاہیئے۔

## اقلیدس

یہ پہلا حکیم ہے جسنے علم ریاضی مین تصنیف وتالیف کی۔ اِس حکیم کی یہ بیش بہا نصیحت سونے کے پانی سے لکھے جانے کے قابل ہے کہ دنیا مثل آگ کے ہے۔ اِنسان کے تمام منافع دنیاوی آگ ہی سے متعلق ہین اور آگ باوجود اِس نفع وبزرگی کے ہلاک کرنیوالی بھی ہے پس جو شخص آگ لینا چاہے اُسکو چاہیئے کہ بقدر ضرورت لے نہ اسقدر کہ کل گھر آگ سے بھر جائے۔ ایک شخص روشنی کا محتاج ہے تو وہ اِتنی ہی آگ اُٹھائیگا جس سے چراغ روشن کرسکے اور بعینہٖ یہی حال دنیا کا ہے۔

## جالینوس

اِس حکیم کی پیدائش حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت سے ۶۴ برس بعد ہے۔ فن طب مین چار سو کتابین اِسکی تصنیف ہین۔ روم واسکندریہ مین مروجہ علوم وفنون حاصل کئے جالینوس اُن آٹھ اطبا مشاہیر مین سے ہے جنکو زمانہ نے ہمیشہ اپنا سرتاج بنائے رکھا۔ پہلا طبیب اسقلیوس۔ دوسرا طبیب غورس تیسرا مینوس۔ چوتھا برمانیدس۔ پانچوان افلاطون۔ چھٹوان اسقلیوس ثانی۔ ساتوان بقراط۔ آٹھوان جالینوس۔ اسقلیوس اول نے فن طب کو محض اپنے تجربہ سے حاصل کیا تھا۔ اِس لئے اِسکی رائے مین اِس فن کا انحصار تجربہ ہی پر تھا۔ ایک ہزار چار سو سولہ برس تک اطبا اسی مسلک پر رہے جب مینوس

ظاہر ہوا اس نے قیاس کو تجربہ کے ساتھ ضم کیا اور سات سو سولہ برس تک اطبا اُسکے تابع رہے تا آنکہ برمانیدس کا بلند آوازہ ہوا۔ برمانیدس نے کہا تجربہ کوئی چیز ہی نہیں اُس نے محض قیاس پر عمل شروع کیا۔ حکیم برمانیدس کے بعد اُسکے شاگردوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ بعض تو فقط تجربہ پر عمل کرتے تھے اور بعض محض قیاس پر۔ یہانتک کہ افلاطون نے اپنی شمع حکمت سے ایوان جہان کو روشن کیا۔ اس نے اقوال متقدمین میں غور و تامل سے کام لیا بالآخر اُس نے بھی قیاس کو تجربہ کے ساتھ شامل کرنا ضروری سمجھا۔ اُس نے صاف کہدیا کہ تجربہ بلا قیاس خطرناک اور قیاس بغیر تجربہ مستلزم ہلاکت ہے۔ جب اس مذہب پر افلاطون کی رائے مستقل ہو گئی تو اگلوں کی تصنیف و تالیف جسقدر کتابیں تھیں سب کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

افلاطون کے انتقال کے ایک ہزار ایک سو چالیس برس بعد اسقلیوس ثانی میدان حکمت میں آیا۔ اُسنے بھی افلاطون کا مذہب اختیار کیا۔ اسقلیوس کے بعد اُسکے شاگردوں میں بقراط فائق نے نہایت سرگرمی سے اُستاد کے تتبع پر کمر باندھی چنانچہ آجتک اطبا کا عمل درآمد اسی پر چلا آرہا ہے۔ جالینوس کا مقولہ ہے کہ آدمی جبتک اپنے عیوب کو نہ پہچانے اُسکی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ اپنی نفس کی افراط محبت سے ہر کوئی کو اپنے کو صفات جمیلہ سے آراستہ گمان کرتا ہے جس طرح کہ بزدل اپنے کو شجاع جانتا ہے جاہل خود کو عالم اور بخیل اپنے کو سخی سمجھتا ہے۔ یہ شیوہ نقصان عقل کی دلیل ہے۔ (۲) اگر آدمی آتش دوزخ سے اتنا ہی ڈرتا جتنا افلاس سے ڈرتا ہے تو افلاس و دوزخ دونوں سے نجات پاتا اور اگر بہشت سے اتنی رغبت ہوتی جتنی تو انگری سے تو دونوں اسکو ملجاتے (۳) اگر دلمین خدا سے اتنا ہی خوف کرے جتنا ظاہر میں خلق سے ڈرتا ہے تو دنیا و آخرت دونوں جگہ وہ صاحب سعادت ہو رہے۔

## بطلیموس

اس حکیم کا وطن اسکندریہ ہے۔ علم ہیات میں اپنے معاصرین پر ممتاز تھا۔ کتاب مجسطی جو یونانی سے عربی [illegible] قوت مقدار اول ہوتی الا اعتبار ہے۔ اسی حکیم کی تصنیف ہے۔ بطلیموس پہلا حکیم ہے جسنے

رصد بنائی۔ دنیا کو سات اقلیموں پر تقسیم کیا۔
طول و عرض بلاد اور کیفیات ارضی کا قیاس اسی حکیم کی روشن دماغی کا نتیجہ ہے جس وقت بطلیموس کا انتقال
ہوا اس کی عمر اٹھتر سال کی تھی۔
اس کا مقولہ ہے کہ جس شخص نے علم کے ذریعے سے نام پایا اُس کو مرنے کے بعد حیات جاوید ملی (۲)
غریب در اصل وہ عالم ہے جس کی قدر و منزلت سے اُسکے اقارب بے خبر ہوں (۳) لوگوں نے پوچھا
خاصان خدا کی پہچان کیا ہے حکیم نے کہا خوش کلامی خوش اخلاقی خندہ پیشانی سخاوت اعتراض کی
کمی عذر کا قبول کرنا اور نیک و بد لوگوں پر شفقت (۴) مرد صالح کی موت خود اسی کے لئے راحت ہے
اور طالح کی موت دوسروں کے حق میں راحت ہے۔

## فیثاغورس

یہ حکیم ہنوز بالغ نہیں ہوا تھا کہ استیلائے اعدا کے سبب سے وطن ترک کرنا پڑا۔ ناچار اسکے باپ نے
وطن سے ہجرت کی اور ساموس میں چلا آیا۔ یہاں تھوڑے دنوں رہکر انطاکیہ میں آیا۔ حاکم انطاکیہ نے
فیثاغورث کو اس کی ذہانت اور جودت طبع دیکھکر اپنا بیٹا بنایا اور ایک معلم کے سپرد کیا۔ بخت بلند نے
یاری کی اور تھوڑے ہی مدت میں فیثاغورث نے اکثر علوم و فنون میں کمال پیدا کر لیا علی الخصوص
فن موسیقی میں تو اساتذۂ وقت نے اُستاد تسلیم کر لیا چنانچہ حکیم نے اکثر ساز و مقامات موسیقی میں
خود ایجاد کئے۔ جب فیثاغورث کی شہرت ہو چکی تو وہ پھر ساموس میں آیا اور یہاں درس حکمت اور
مسائل حکمیہ کی تصنیف و تالیف میں مشغول ہوا۔ سو رسالے مختلف علوم میں تصنیف کئے۔ اس
حکیم کی نصیحت ہے کہ جو کوئی تمکو تمہارے عیبوں پر مطلع کرے اُسکے دوست بنجاؤ اور اُس کی
مخالفت سے پرہیز کرو۔

## بقراط

اسقلیوس ثانی کا شاگرد اور اسقلیوس اول کی اولاد سے ہے بہمن بن اسفندیار بادشاہ عجم کے
زمانہ میں اسکا ظہور ہوا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ وہ اسکندر رومی سے سو برس پہلے پیدا ہوا۔

بقراط پہلا شخص ہے جس نے علم طب کو فاش کیا ورنہ اس سے پہلے جتنے حکمار گذرے تھے سب اِس مبارک علم کو اغیار سے پوشیدہ رکھتے تھے سولہ برس کی عمر مین بقراط تمام علوم و فنون کے منازل طے کرکے اُستادی کے زینہ پر پہونچا اصول طب اُسکی تصنیف سے مشہور بین الاطبار ہے -

ایک سو پانچ برس کی عمر مین اُس نے دنیا کو خیر باد کہا - اِس حکیم کا مقولہ ہے کہ عقلمند وہ شخص ہے جو زمانہ کی مخالفت سے دل تنگ ہو (۲) بلند ہمت وہ شخص ہے جو نعمت دنیا کو نعمت آخرت پر ترجیح ندے (۳) بیوقوف وہ شخص ہے جو ایسے شخص کی تواضع کرے کہ وہ اسکی تواضع سے نفرت کرتا ہو - اور ایسے شخص کی نزدیکی ڈھونڈھے جو اُس سے دوری چاہتا ہو (۴) لوگون نے پوچھا تواضع کیا ہے ؟ حکیم نے جواب دیا دولتمندی مین انکسار قدرت کے وقت معاف کرنا مال کی کمی کیوقت سخاوت و ہمت کرنی اور بغیر منت کے دینا -

# سقراط

علوم حکمت مین بے مثل و نظیر حکیم گذرا ہے - شہر مدینۃ الحکمار مین پیدا ہوا ہے - سقراط کے زمانہ مین کثرت سے بت پرستی کا رواج تھا - اور سقراط کو طبعًا اِس سے نفرت کلی تہی - وہ ہمیشہ خلق اللہ کو بھلائی کی نصیحت کرتا اور برائیون سے منع کرتا تھا -

سقراط نے بت پرستی کی مذمت جو شروع کی تمام لوگ اُسکے دشمن ہو گئے - آخر ایک گروہ مخالف نے بادشاہ مدینۃ الحکما کے دربار مین رسوخ پیدا کیا - موقع موقع سے سقراط کی شکایتین ہونے لگین بالآخر بادشاہ کو حکیم کے قتل پر آمادہ کیا -

ایک روز بادشاہ نے حکیم کو طلب فرما کر خلوت مین یہ کہا کہ تم خلائق کو نصیحت کرنے سے باز آؤ - سقراط نے کہا جب تک دم مین دم ہے برائی کی مذمت سے باز نہین آؤنگا کیونکہ یہ میرا فرض ہے کہ کسی انسان کو گمراہی مین پاؤن تو اوسکو اُس ضلالت سے بچانے کی کوشش کرون - بادشاہ نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر تمہارا قتل کرنا ضروری ہے اسلئے کہ بغاوت کی آگ بھڑک جانی واجب ہے اور یہ شعلہ فساد وہی طرح سے دبایا جا سکتا ہے یا تم اپنی حرکت سے باز آؤ یا تمکو قتل کروایا جاوے -

سقراط نے کہا میں نصیحت کرنے سے تو باز نہیں آسکتا۔ بادشاہ نے کہا تمہارے قتل میں اتنی رعایت کیجاتی ہے کہ جس صورت اور جس طرح سے تمہاری خواہش ہو اُسی طرح قتل کئے جاؤ۔ سقراط نے زہر کھانا پسند کیا وقت مقررہ پر اوسکو زہر دیا گیا اور ایک سو نو برس کی عمر میں زہر کے اثر سے ایسے گران پایہ حکیم نے ہمیشہ کے لئے دنیا کو خیر باد کہا ؎

زہر سقراط کا ناصح کو پلا دیتے ہین　　اور یوسف سے برادر کو دغا دیتے ہین

سقراط کم خوراک اور خلوت دوست تھا۔ تصنیف و تالیف کیطرف بہت کم التفات کرتا تھا عمر بھر مین کبھی اُسکے قول و فعل مین اختلاف نہین پایا گیا۔

مورخین لکھتے ہین کہ سقراط کے شاگردون کی تعداد بارہ ہزار سے زیادہ تھی ایک دولت مند نے سقراط کی غربت پر طعن کیا۔ اُسنے کہا مین اگر چاہون تو تیرے ایسی زندگی بسر کرسکتا ہون لیکن تو اگر چاہے تو میرے ایسی زندگی بسر نہین کرسکتا۔

ایک مرتبہ کسی مالدار نے کہا کہ سقراط! تو نے دنیاوی نعمتون سے اپنے کو محروم رکھا حکیم نے پوچھا وہ نعمتین کونسی ہین؟ اُس نے جواب دیا پاکیزہ گوشت کا کھانا لذیذ شراب کا پینا۔ اچھے اچھے کپڑون کا پہننا خوبصورت عورتون کی صحبت۔

سقراط نے ہنسکر جواب دیا کہ اچھا جاؤ! مین یہ سب نعمتین اُس شخص کو بخشدیتا ہون جو بندرون اور سورون کے مانند ہونا چاہے جو اپنے پیٹ کو مقبرہ حیوانات بنانا چاہے جو بدن کو تباہ اور روح و نفس کی باقی رہنے والی عمارت کو ویران کرنا چاہے۔

سقراط کا مقولہ ہے کہ آدمی مال کا جویان ہے اور مال خود آدمی کو ڈھونڈھتا ہے لیکن کوئی صاحب دولت یہ ہمت نہین کرتا کہ اِس لطیفہ کو سمجھے اور اِس رمز کی حقیقت کو پہچانے۔

(٢) دنیاوی حیات پر غم کرو اور موت سے خوش ہو کیونکہ ہم مرنے کے لئے زندہ ہین اور حیات ابدی کے لئے مرینگے حدیث شریف مین ہے لدُو للموت وابنو للخراب ؎

مرنے کے لئے ہے یہ ہمارا جینا　　افسوس کہ اِس جینے پہ ہم مرتے ہین

(۳) مرد کامل وہ ہے جس سے اُسکے دشمن مطمئن ہون اور سب سے زیادہ ناقص وہ شخص ہے جس سے اُسکے دوست تک ڈرتے رہین۔

(۴) کبھی اپنے دوست سے ایک بار بھی اپنی دوستی و محبت کا اظہار نہ کرو اور نہ اپنی مافی الضمیر سے اسکو آگاہ کرو مگر بقدر ضرورت اس لئے کہ اگر ایک مرتبہ اسکو اپنے مافی الضمیر پر مطلع کر دوگے تو آگے چلکر محبت و خلوص مین تھوڑا سا تغیر بھی وہ دیکھیگا تو تمھارا زبردست دشمن ہو جائیگا۔

سقراط کے چند ملاقاتیون نے پوچھا کہ آدمی کی صحبت سے تم الگ الگ کیون رہتے ہو؟ حکیم نے جواب دیا اگر مین اپنے سے کم درجہ والے کے پاس بیٹھون تو اُس کی جہالت سے مجھکو تکلیف ہوگی اگر برابر والے سے صحبت رکھون تو وہ میری حسد کریگا۔ اگر اپنے سے اچھے کا ہم صحبت ہون تو مجھسے غرور و تکبر کا اظہار کرے اس لئے سب سے بہتر ہے کہ خدا ہی سے کام رکھون۔

## دیو جانس الکلبی

یہ حکیم زہد و تقوی اور دنیا سے بے تعلقی مین مشہور اور یگانہ روزگار تھا۔ یہانتک کہ رہنے کے لئے گھر بھی نہین بنایا۔ جہان رات ہوئی بسر کرلی اور بھوک مین جو کچھ ملا بے تکلف کھا لیا اور بوجہ اسکے بسبب انتہائے راستبازی کے علانیہ کلمۂ حق کہہ بیٹھتا تھا لوگون نے دشمنی سے کلبی اسکا نام رکھ لیا اور وہی مشہور ہو گیا۔ ایک روز حکیم کے دوستون نے پوچھا کہ کھانے کا سب سے عمدہ وقت کونسا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جس کے پاس سب چیزین مہیا اور موجود ہون اُسکے لئے تو سب سے اچھا وقت وہی ہے جب اُسکو بھوک معلوم ہو اور غریبون کے لئے جب کھانا میسر ہو جائے

## ارسطاطالیس

نام ارسطاطالیس لیکن مشہور ارسطو ہے۔ باپ کا نام نقوماخش ہے معلم اول اور فیلسوف اکبر لقب ہے افلاطون کے خاص شاگردون مین اسکا شمار ہے

ایک سو آٹھ برس کی عمر میں وفات پائی اور ایک سو بیس کتابیں اسکی تصنیف سے ہیں سکندر ذوالقرنین کا وزیر اعظم تھا۔ اس کا مقولہ ہے کہ عالم جاہل کو پہچانتا ہے اس لئے کہ وہ بھی کبھی جاہل تھا مگر جاہل عالم کو نہیں پہچان سکتا کیونکہ وہ کسیوقت عالم نہیں رہا۔

**حکایت** ایک مرتبہ ارسطو کا قاصد سکندر اعظم کی خدمت میں آیا اور دیر تک چپ چاپ کھڑا رہا سکندر نے کہا پہلے مانش! یا تو کچھ بول میں سنوں یا میں کہتا ہوں تو سُن قاصد نے جواب دیا اے بادشاہ! میں مطیع ہوں اور آپ حاکم ہیں ان دو امور میں سے کسی امر کا اختیار کرنا بھی آپ ہی کی ذات سے وابستہ ہے اور مجھپر اس کی پیروی و اطاعت لازم ہے۔ سکندر نے پوچھا حکیم (ارسطو) کیا کام کرتا ہے؟ قاصد نے کہا جہاد در اتحاد میں کوشش بلیغ سکندر نے پوچھا لوگوں کیساتھ کیا کرتا ہے کہا تاریک دلونکو نور حکمت سے روشن کرتا ہے۔ سکندر نے پوچھا حکیم کا لباس ظاہر کیا ہے؟ قاصد نے کہا زہد و تقوی سکندر نے پوچھا اور لباس باطن کیا ہے؟ قاصد نے کہا بڑی بھاری فکر اور ہمیشہ رہنے والا تعجب سکندر نے پوچھا یہ فکر و تعجب کس وجہ سے ہے؟

قاصد نے کہا دو چیزوں سے۔ ایک تو اہل دنیا سے کہ کیونکر دنیا کے فریب میں پھنس گئے ہیں۔ دوسرے تجربہ کار لوگوں سے کہ کس طرح ان لوگوں نے دنیا پر اعتماد کر لیا ہے۔

سکندر نے پوچھا کون کون دنیا داروں سے اسکو زیادہ تعجب ہے۔ قاصد نے کہا اوّل اُس شخص سے کہ جو کچھ دنیا نے اسکو دیا تھا سب لے لیا اور اُس نے پھر دنیا ہی کی طرف رجوع کیا۔ دوسرے اُس آدمی سے کہ باپ تو اس کا مر گیا اور اُسکو دنیا میں رہنے کی امید باقی ہے تیسرے اُس تونگر سے جو ایسے مال پر خوش ہے کہ اُس کا مال نہیں ہے۔ چوتھے اُن محتاجوں سے کہ ہمیشہ ایسی چیزوں کے نہ پانے پر غم و غصہ کھاتے ہیں کہ لہٰذا اُن کے پانے سے بدبختی اور عذاب ابدی میں گرفتار ہیں۔

## بقراطیس

حکیم بقراط کا شاگرد ہے۔ اس کا مقولہ ہے کہ شریف علم کبھی دل میں نہیں رہ سکتا جب تک

ناپاک اعمال اس سے باہر رہنے کا حامی تھا

## صابی

یہہ حکیم حضرت ادریس پیغمبر کا بیٹا ہے ۔ ایک گروہ اسکی نبوت کا قائل ہوا جن کو صابی کہتے ہین
صابی کا مقولہ ہے کہ غنی ہونے کی علامت افعال کا اچھا ہونا ہے ۔

## سقلینوس

یہہ حکیم حضرت ادریس کے شاگردان خاص سے ہے ۔ کچھہ دنون بلاد ہندوستان کی سیر کرکے فارس
پہونچے حضرت ادریس نے حکیم کو امور شریعت کے ضبط اور احکام دین کی اشاعت کے لئے
بابل کی طرف روانہ کیا اور اسی سرزمین مین حکیم کا انتقال ہوا ۔
سقلینوس اکثر کہا کرتا تھا کہ مجھکو ان لوگون سے تعجب ہے جو دنیاوی امراض کی ڈر سے عمدہ
چیزین کہانے سے پرہیز کرتے ہین لیکن کوئی صاحب اخروی بیماری سے خوف کرکے جرائم
اور معاصی خطاؤن کو نہین چھوڑتے ۔

## سولون

یہ عالی دماغ حکیم افلاطون الٰہی کا نانا ہے ۔ قصبہ ایتہنہ عرف مدینۃ الحکما مین پیدا ہوا فصاحت زبان
اور طلاقت لسانی مین اس حکیم کو ایسا کمال حاصل تھا کہ معاصرین مین کوئی شخص تقریر مین اسکا مقابل
نہین ہوا ۔ ملک والے اس کے کلام کو مفرح القلوب کہتے تھے آخر عمر مین عوام کی ایذا سے
ڈر کر وطن مالوف کو چھوڑ دیا ۔ غریب الوطنی مین انتقال ہوا ۔ ساری عمر اپنی تجرد مین گذاری
توکل اور قناعت اُس کی سرشت تھی ۔ لوگون نے اُس سے پوچھا کہ تلوار سے
تیز کونسی چیز ہے ۔ باپ کے قاتل کی سزا کیا ہے حکیم نے جواب دیا سخی وہ ہے جو خود بذل
وعطا کرے اور دوسرے سے نہ کاٹنے والی تلوار سے بدتر خود غرضون کی زبان ہے
جو خلائق کو بدی کے ساتھ یاد کرتے ہین اور باپ کو مار ڈالنے والے کی سزا ... نہین آئی
کہ کتنی سخت سزا دیجائے چہہ ّیا کوئی ۔ فیلسوف حضرت احمد علی رحمۃ اللہ کا مقولہ ہے

کہ تلوار سے زیادہ خراب ہجو کرنے والے شاعرون کی زبان ہے۔

## اسقلینوس

یہ حکیم اشراف اہل یونان سے ہے حکیم سقراط کے حلقۂ تلامذہ مین علوم حکمیہ کی تحصیل کی سقراط نے زہر پیکر دنیا کو خیرباد کہا۔ اسقلینوس حکیم فیثاغورس کی خدمت مین پہونچا اور یہان تھوڑے دنون مین تحصیل علوم سے فارغ ہوکر مرتبہ کمال کو پہونچا۔

اکاسی برس کی عمر مین فوت ہوا۔ اکسٹھ کتابین تصنیف کین۔ مرنے کیوقت سکرات کی حالت مین لوگون نے اُس سے پوچھا کہ دنیا تو نے کیونکر بسر کی۔ حکیم نے جواب دیا کہ دنیا مین ضرورت سے آیا۔ حیرت کے ساتھ جیا۔ کراہت کے ساتھ جاتا ہون اور اتنا جانتا ہون کہ مین نے دنیا مین اتنے دنون رہکر کچھ نہین جانا۔

اسقلینوس کا مقولہ ہے کہ بولنے والے کا دل زبان سے موافق ہو تو سننے والے پر اثر پڑتا ہی۔

## اودمس شاعر

یہ حکیم ارسطو کا شاگرد ہے حکماء یونان مین مشہور دانشمند ہے کلمات حکمت اور قصاید حکمیہ کے کہنے مین کمال رکہتا تھا۔ اسکا مقولہ ہے کہ بات کرنے سے بولنے والے کی قدر جاتی رہتی ہے۔

## زینون

یہ حکیم دوستون کی حمایت کرنے مین مشہور تھا اور آخر اسی حمایت مین اُسکی جان گئی حکیم کے چند مصاحبون نے بادشاہ سے بغاوت کی اور حکیم نے مال و ہتہیار سے اِن باغیون کی امداد کی بادشاہ نے حکیم کو گرفتار کرکے باغیون کے نام دریافت کئے حکیم نے اِس ڈر سے کہ سچ کہنا پڑیگا اپنی زبان دانت سے کاٹکر پہینکدی اور اسی صدمہ سے بہتر برس کی عمر مین فوت ہوا۔

## مالیس ملطی

یہہ پہلا فیلسوف و حکیم ہے جس نے شہر ملطیہ مین مدرسہ حکمت جاری کیا۔ اسکا [illegible]

ع اول پانی ہے۔ جمود آب سے زمین متکون ہوئی۔ پانی کے انحلال سے ہوا پیدا ہوئی
وات آب سے آگ موجود ہوئی اور آگ کے دھوئین سے آسمان تیار ہوا واللہ اعلم۔

## سنطیس

سطوے الٰہی کا شاگرد ہے۔ ارسطو کے مرجانے کے بعد اسکا جانشین ہوا اور حکمت
مشائین کو رواج دینے لگا۔ اس کا مقولہ ہے کہ ظالم سلطان پر بخشندہ مال پر جو غیر
مصرف مین خرچ کرے اور اُس فاضل پر جو صائب الرائے ہو حسد مت کرو۔

## قولوس

یہ حکیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمعصر ہے۔ بعض کہتے ہین کہ یہ حکیم حضرت عیسیٰ کے حواریون مین سے
ہے قولوس کا مقولہ ہے کہ جو دوست پند و موعظت نہ کرے۔ عیب سے متنبہ نہ کرے
اسکو دوست نہ جانو پانچ مرض ایسے ہین جو کسی طرح اچھے نہین ہو سکتے۔ اول حاسد کی
حسد دوسرے نئے دولتمند کی نخوت تیسرے مرتبہ ڈھونڈھنے والے کی حرص چوتھے کینہ ور کا
کینہ پانچوین اُس کینہ کا جہل مرکب جسکو کچھ علم بھی ہو۔

## جاماسپ

یہ ایرانی حکیم اور بادشاہ گشتاسب کا بھائی ہے۔ لقمان کا شاگرد ہے۔ فن نجوم و رمل مین
اسکو کامل مہارت تھی۔ اس کا مقولہ ہے کہ سب سے بڑھکر یہہ مصیبت ہے کہ کسی کریم کو
لئیم سے حاجت پڑجائے۔

## بوذرجمہر

یہہ حکیم دانشمند اپنے زمانہ کا بہت بڑا عالم دانا تھا۔ اکثر عمر بادشاہ نوشیروان عادل کی وزارت
مین بسر ہوئی اور جس وسیلہ سے یہ حکیم دربار کسرے مین پہونچا ہے وہ بھی ایک عجیب واقعہ ہے
ایک رات کو نوشیروان نے خواب دیکھا کہ ایک سوار اس کی مسند پر بیٹھا ہوا اُسکے ساغر سے
شراب انڈیل انڈیل کر پی رہا ہے۔

صبح کو بادشاہ بستر خواب سے اوٹھا۔ معبّرون سے تعبیر پوچھی لیکن کسی سے یہ عقدہ حل نہین
ہوا بادشاہ کو تردد پڑگیا کہ کسی طرح عقدہ حل ہونا چاہیے۔ ہر طرف تعبیر بتانیوالون کی تلاش ہونے
لگی نوشیروان کے درباریون مین ایک شخص آزاد سرو نامی تھا۔ اس کا گذر ایک دن شہر کے مکتب
خانہ مین ہوا جہان بوزرجمہر بھی طالبعلمون کے ساتھ پڑھ رہا تھا۔
آزاد سرو نے معلّم سے پوچھا کہ آپ کو فن تعبیر سے کچھ واقفیت ہے اُسنے کہا نہین۔ اتنے مین بوزر
جمہر بول اُٹھا کہ تم خواب بیان کرو شاید اس کی تعبیر میرے ذہن مین آجائے۔ آزاد سرو نے
سارا خواب بے کم و کاست بیان کر دیا۔ بوزرجمہر نے تھوڑی دیر تامّل کر کے جواب دیا کہ اس
خواب کی تعبیر سوائے بادشاہ کے کسی کے روبرو نہین کہی جاسکتی آزاد سرو اس نوعمر حکیم کو لیکر
بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ بادشاہ بوزرجمہر کو خلوت مین لایا اور تعبیر پوچھی۔ بوزرجمہر نے جو
تعبیر بتائی اُسکو فردوسی طوسی نے شاہنامہ دو شعرون مین نہایت خوبی سے منظوم کر دیا ہے

بدو داد پاسخ کہ در خسان تو — میان بتان شبستان تو
یکے مرد برناست کز خویشتن — بآرایش جامہ کرد ست زن

بوزرجمہر نے کہا اگر بادشاہ کو کچھ شک ہو تو تمام کنیزون کو طلب فرماکر حکم دے کہ ایک
ایک کنیز سامنے سے گذرے۔ بادشاہ نے فوراً فرمان صادر کیا اور آخرکار اُن جوان عورتون
مین ایک نوجوان مرد ظاہر ہوا۔
نوشیروان بوزرجمہر کی کم عمری کیساتھ اُس کی اِس عقل و فراست سے نہایت خوش ہوا اور
اس خوشی مین انعام و اکرام دیکر حکیم کو بھی اس نے خوش کر دیا اور پھر ایک معزز ملازمت پر ممتاز
کیا۔ حکیم کا ستارۂ بخت اوج گرا ہوا چکا تھا وہ منازل ترقی کو طے کرتا ہوا مرتبہ وزارت پر جا پہونچا۔
ایک روز نوشیروان عادل نے حکماء دربار سے استفسار کیا کہ ملک کی اصلاح کن کن چیزون سے
ہے۔ ہر حکیم نے مختلف رائے دی جب بوزرجمہر کی باری آئی اُس نے کہا ملک نہین بلکہ سارے
عالم کی اصلاح گیارہ باتون پر ہے

(۱) اول شہوت وغضب سے بچنا (۲) سچائی (۳) مشورہ (۴) شریفون کی عزت (۵) قیدیون کی تفتیش (۶) طرق وشوارع کی پاسداری (۷) انداز کے ساتھ سزا دینا اور جرائم کا معاف (۸) لشکر اور آلات حرب کا آراستہ رکھنا (۹) عشائر اور ممبران خاندان کا اکرام (۱۰) وزراء کی بارگاہ اور خدام کی خبرداری اور سب کے حالات کی مخفی تفتیش (۱۱) جاسوس کی تعیین

بوذرجمہر کی نصیحت ہے کہ بادشاہ کو چار چیزون سے دور رہنا چاہئے اور انہین سے دور رہنے مین اسکی اصلاح و بہتری ہے (اوّل) غصّہ نہ کرے کیونکہ غصّہ کرنا عاجزون کا کام ہے۔ اور بادشاہ عاجز نہین ہے (دوسرے) جھوٹ نہ بولے اس لئے کہ جھوٹ بولنا کسی امید یا کسی خوف کے سبب سے ہوتا ہے اور بادشاہ کا مرتبہ اس سے بلند تر ہے (تیسرے) یہ کہ روپے پیسے مین بخیلی نہ کرے کیونکہ بخل بیم واحتیاج سے ہوتا ہے اور سلطان اس سے دور ہے (چوتھے) قسم نہ کھائے کیونکہ قسم رفع تہمت کے لئے کھائی جاتی ہے۔

بوذرجمہر کے وصیت نامہ مین لکھا ہے کہ اے میرے عزیزو! مخالفان کینہ جو اور دشمنان عناد خو نے میرے ساتھ طرح طرح کی دشمنیان کین اور مدت دراز تک مجھے تکلیف پہونچانے کے درپے رہے لیکن عمر بھر مین اپنی نفس سرکش سے زیادہ دشمن مین نے کسی کو نہین پایا۔ اس لئے کہ بعض چیزون کی خواہش اور بعض کی نفرت نے مجھکو تباہ کرکے چھوڑا۔ مین نے میدان جنگ مین شیران نبرد سے جنگ کی اور کوئی مجھپر غالب نہین ہوا جیسا کہ خراب ساتھی نے مجھکو مغلوب کرلیا کیونکہ وہ میرے تمام رازون پر مطلع ہوگیا تھا مین نے عمدہ سے عمدہ نفیس کھانے کھائے۔ خوبصورت سے خوبصورت نازنینان پری جمال کے ساتھ ہم آغوش وہم صحبت رہا لیکن صحت ایسا مزہ کسی مین نہین پایا ؎

تندرستی ہزار نعمت ہے ۔۔۔ تنگدستی بھی ہو اگر غالب۔

صبر سقوطری تمام دواؤن مین بدمزہ اور کڑوی ہے۔ مین نے اسکو بھی کھایا اور انواع واقسام کے بدمزہ شربت اور تلخ دوا پی لیکن فقر وپریشانی سب سے زیادہ تلخ ہے مین زور آوران

قوی بازو سے دوچار ہوا اور بہادران سرکش سے دست وگریبان ہوا لیکن کسی کو بے حیا عورت سے زیادہ غالب نہین پایا۔

نادر اندانہ دشمنون نے مجھپر تیرون کی بوچھار ماری۔ حاسدون کے ہاتھون سے نیزون کی مارین نے کھائی مگر ان مین سے بدزبانی سے تیز کوئی نہین تھی ؎ انچہ زخم زبان کند با مرد + زخم شمشیر جانستان نکند ؎ جراحات السنان لہا التیام + ولا یلتام ما جرح اللسان۔

## حکیم بید پا

یہہ حکیم قوم برہمن سے اور ہندوستان کے اکابر حکمار مین ہے۔ کتاب کلیلہ دمنہ اسکی تصنیف ہے اور یہ کتاب حکیم نے رای دابشلیم کے نام پر لکھی ہے۔

ہبوط آدم علیہ السلام سے ۵۲۹۵ھ مین یہہ حکیم دنیا سے رخصت ہوا۔ اس حکیم کا مقولہ ہے کہ مین نے چار ہزار کلمات حکمت جمع کئے تھے جن مین سے فقط چار کو مین نے اختیار کیا اُن مین سے دو تو یاد رکھنے کے قابل ہین جن کو کبھی بھولنا نہین چاہئے اور وہ دونون اللہ اور موت ہے۔

دو کا بھولجانا اچھا ہے جن کو یاد نہین رہنا چاہئے۔ ایک تو احسان جو دوسرون کے ساتھ کرے دوسرے بدی جو دوسرون سے اپنے کو پہونچے۔

## بیاس

اس حکیم کا نام باسدیو ہے۔ یہ بہت بڑا عالم اور حکماے ہندوستان مین نہایت دانشمند شمار کیا جاتا ہے۔ ہندوؤن کی چار مذہبی کتابین رگ بید۔ یجر بید۔ سام بید۔ اتھربن بید اسی کی ترجمہ کی ہوئی ہین۔

حکیم بیاس کے عجیب معتقدات مین سے یہ ہے کہ زمانہ کی گردش کا مدار چار دور پر ہے اور ہر دور کا ایک نام ہے۔

پہلا دور جگ ہے اس کی مدت سات لاکھ اڑتالیس ہزار سال ہے۔ اِس دور مین باشندگان

عالم کے اوضاع و اطوار صلاح و تقوے پر ہونگے اور وضیع و شریف امیر غریب سب مرضیات الٰہی پر چلینگے۔ آدمی کی عمر طبعی ایک لاکھ سال ہوگی۔

دوسرا دور ترتا ہے۔ اس کی مدت بارہ لاکھ چھیانوے ہزار سال ہے۔ اس دور کے آدمیون کے اطوار و عادات چار حصہ مین سے تین حصہ مرضی الٰہی کے موافق ہونگے اور عمر طبعی بارہ ہزار سال ہوگی۔

تیسرا دور دواپر ہے اس کی مدت آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سال ہے۔ اس دور کے آدمیون کی اطوار چار مین دو حصہ اچھے ہونگے اور عمر طبعی ہزار سال ہوگی۔

چوتھا دور کلجگ ہے اس کی مدت چار لاکھ بتیس ہزار سال ہے۔ اس دور کے لوگون کے اطوار و خصائل چار مین ایک اچھے ہونگے اور عمر طبعی ایک سو بیس برس ہوگی۔ کلجگ کے بعد دنیا مین انقلاب عظیم ہوگا اور پھر از سر نو ست جگ کا دورہ شروع ہوگا۔

## فائدہ

اسوقت کہ ۱۳۱۲ ہجری ہے دور کلجگ سے چار ہزار نو سو ستر برس گذر چکے ہین حقیقت یہ ہے کہ زمانہ کی گردش کا حال اور آسمان و زمین کے ادوار کی کیفیت بذریعہ تحقیق کے وہی شخص جان سکتا ہے جو قدرت الٰہی اور مشیت ایزدی سے باخبر ہو حالانکہ یہ صریحی قدرت بشری اور طاقت انسانی سے خارج بات ہے کہ انسان قدرت الٰہی پر مطلع ہو جائے یہی وجہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے فہم و قیاس کے مطابق مختلف بات کہتا ہے لیکن اصل و حقیقت تک کوئی نہین پہونچتا۔

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو     کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

## حکمائے اسلام

ملت اسلام مین فلاسفہ اور حکماء کا ظہور ۲۷۹ ہجری خلیفہ معتضد عباسی رحمہ اللہ کے عہد سے شروع ہوا ہے۔ سب سے پہلا حکیم و فیلسوف **ابو نصر محمد ترخان فارابی** ہے۔ اس

دانشمند مبتحر نے فن حکمت کو یونانی زبان سے عربی مین ترجمہ کیا۔ اسیوجہ سے اسکو معلم ثانی کا خطاب ملا۔ ۴۴۳ھ ہجری مین حکیم نے سفر حج کیا اور راستہ مین ڈاکوؤن یعنی قطاع الطریق کے ظالم ہاتھون سے ایسی بے بہا جان شہید ہوکر ضایع ہوگئی۔

حکیم کا مقولہ ہے کہ مرد سے امراض کی اولاد ہین۔ امراض خلط کی اولاد ہین۔ خلط غذا کی اولاد ہے۔ غذا نباتات کی اولاد ہے۔ نباتات زمین کی اولاد ہے اور ہر چیز اپنے اصل کی طرف پھر جاتی ہے۔

## شیخ شہاب الدین مقتول

مشائین اور اشراقیین دونون کے مسلک سے ان کو پوری واقفیت تھی اور یہہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کے بھانجے ہین

شیخ مقتول نہایت محتاط۔ قلندر صفت۔ مسافر وضع اور عاشق مزاج تھے۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ شیخ کا ایک دوست ہرن کا بچہ تحفہ لایا اور ان دنون آپ ایک پری جمال پر عاشق تھے۔ آپ نے کیا کیا کہ آہو بچہ کو ایک مرغزار مین چھوڑ دیا اور فرمایا کہ یہ میری معشوق سے مشابہت رکھتا ہے ظلم ہوگا اگر اسپر جفا کیجیے۔

سرو ہمی یا ماہ تمامت خوانم افتادہ ام بد است خوانم

شیخ کے الفاظ اور شعر کسی نے ان کی معشوق کو جا سنائے۔ اُس نے شیخ کو عتاب آمیز خط لکھا کہ تم نے یگانگی کے دائرہ سے قدم آگے بڑھایا اور مذہب عشق سے مرتد ہوگئے کیونکہ اب معشوق کا شبیہ بھی پیدا کرلیا ہے۔ واللہ اگر عاشق اُس چیز سے واقف ہوجائے جس سے اُسکا معشوق مشابہت رکھتا ہے یا اُس سے حسن معشوق کو کسقدر مساوات ہو تو اس سے اعراض لازم ہے۔

شیخ سمجھہ گئے کہ الزام قوی ہے۔ اب ان کا عشق ایک درجہ سے دسوین درجہ پر پہونچ گیا جب شیخ کا گذر حلب مین ہوا۔ ملک ظاہر بن صلاح الدین بادشاہ کو شیخ سے بیحد عقیدت

ہوگئی۔ بادشاہ کی عقیدت مندی سے فقہا کو حسد پیدا ہوا۔ ملک صلاح الدین کو لکہا کہ شہاب الدین ملت اسلام مین فساد پیدا کر رہا ہے۔ آخران بیجا اور مفسدانہ شکایت کا یہ اثر مترتب ہوا کہ ۵۸۶ھ ہجری مین بادشاہ کے حکم سے شیخ کو قتل کر دیا گیا۔ شیخ کا مقولہ ہے ...نا اہل کے لئے حاجت کا فوت ہونا اسکی طلب سے بہتر ہے۔ (۲) خاموشی اخلاق کی سردار ہے

## حکیم بوعلی سینارح

بوعلی حسین نام۔ شیخ الرئیس لقب ہے اور خود اکابر حکما و فلاسفہ سے ہین۔ اُنکے باپ عبد اللہ بن سینا عمال بلخ مین بہت معزز اور ذی وجاہت بزرگ تہے۔ امیر نوح سامانی کے عہد حکومت مین بلخ سے بخارا آئے۔ اور وزرائے امیر نے کسی مہم پر اُن کو افشتہ نامی ایک قریہ مین بہیجدیا۔ یہان انھون نے ایک خوبصورت عورت سے جسکا نام ستارہ تھا نکاح کر لیا۔ اور اسی عفیفہ عورت کے بطن سے ۳۷۳ھ صفر کے مہینہ مین حکیم بوعلی سینا جیسا یکتائے دہور فلسفی پیدا ہوا جسکے مبارک نام سے علمی دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے شیخ نے پانچ سال کی عمر مین پڑہنا شروع کیا۔ ازبسکہ فطرت الٰہی نے حکیم کی طبیعت مین رُشد اور قوت قابلیت ودیعت رکہی تہی تھوڑے ہی زمانہ مین اُنکو اکثر علوم پر عبور ہوا۔ اٹھارہ برس کے سن مین علوم معقول و منقول سے فراغت حاصل کرلی اور اتنی ہی عمر مین شیخ کی قابلیت و تبحر کا اطراف عالم مین ڈنکا بج گیا۔

ایام تحصیل مین کبہی شیخ پر نیند کا غلبہ نہین ہوا۔

جس وقت شیخ بخارا مین مطالعہ کتب مین مشغول تہے بادشاہ کو سخت مرض لاحق ہوا اطبا نے معالجے سے تنگ آکر صاف جواب دیدیا اور آخر مین شیخ کے معالجے سے بہت جلد اسکو صحت ہوئی۔ پہر کیا تھا عواطف سلطانی اور مراحم خسروانی نے اُن کو مالامال کر دیا۔ بادشاہ کے کتب خانہ مین متقدمین و متاخرین کی تمام کتابین فراہم تہین۔ مقرب بارگاہ ہو جانے کے بعد شیخ کو اچھا موقع ملا اور ایک عرصہ تک اس کتب خانہ عظیم سے مستفید

ہوتے رہے۔

اتفاقاً ایک روز کتب خانہ مین آگ لگی اور نئی پرانی جتنی کتابین تہین سب بلکر خاکستر ہوگیا ملازمان بادشاہ نے شیخ پر اتہام لگایا کہ اونہون نے خود کتب خانہ مین آگ لگادی۔ اِس غرض سے کہ کتابون کے ضائع ہوجانے کے بعد فلاسفہ متقدمین کے علوم و فنون اور تصنیف و تالیف کو اپنی طرف منسوب کرین۔

شیخ بخارا سے برخواستہ خاطر ہوکر خوارزم شاہ کے سایۂ دولت مین آکر پناہ گزین ہوئے اور علی بن مامون نے نہایت احترام کے ساتھ شیخ کو اپنی مصاحبت مین لیلیا۔

شیخ کے سوائے ابوسہل مسیحی۔ ابوریحان منجم۔ ابوالفرات اور ابوالخیر خمار وغیرہ مشاہیر بھی خوارزم شاہ کے دربار مین موجود تہے۔

جب ان مشاہیر کے فضل و کمال کا آوازہ سلطان محمود غزنوی کے کانون تک پہونچا۔ اُس نے ان سب لوگون کو خوارزم شاہ سے طلب کیا۔

ابوریحان اور ابوالخیر نے تو غزنین جانا پسند کیا لیکن شیخ اور ابوسہل یہ سننے کے ساتھ ہی کہ سلطان محمود نے طلب کیا ہے خوارزم سے بھاگ نکلے۔

ابوسہل تو اِسی بیابان نوردی مین فوت ہوا۔ شیخ دشت پیمائی کرتے ہوئے محنت جان کاہ کے ساتھ جرجان پہونچے۔ جرجان والون نے مدت تک شیخ کی طبابت اور حذاقت سے فائدہ اُٹھایا۔

عجب اتفاق کہ یہان حاکم جرجان قابوس کا بھانجا بہت بیمار تھا۔ لوگ اس کی صحت سے مایوس ہوچکے تھے۔ اطبا نے بلا تشخیص معالجے سے ہاتھ کھینچ لیا تھا ایسی حالت مین قابوس نے شیخ کو بلایا۔ اونہون نے مریض کا قارورہ ملاحظہ کیا۔ نبض دیکھی۔ اُسکے احوال و اطوار پر غور کیا۔ آخر یہ تشخیص کی کہ اِس مریض کو سوائے عشق کے کوئی بیماری نہین ہے۔ ہر چند جوان بیمار انکار ہی کرتا رہا مگر شیخ یہی کہتے رہے کہ یہ صرف مریض عشق ہے شیخ نے

بلوایا میرے سامنے کسی ایسے شخص کو لاؤ جو شہر بھر کے محلون کے نام جانتا ہون قابوس نے ایک بڑا نے محتسب کو پیش کیا۔ شیخ نے مریض کی نبض پر ہاتھ رکھکر محتسب کو حکم دیا کہ شہر بہر محلہ کا نام لیجلو۔

محتسب نے نام لینے شروع کئے جب اُس محلہ کا نام آیا جس مین مریض کا معشوق تھا نبض مین اختلاف واقع ہوا۔ شیخ نے فوراً محتسب کو روک کر کہا کہ اب اس محلہ کے ہرایک مکان کا نام لو۔ محتسب نے نام لینا شروع کیا جب مریض کے معشوقہ کے قیام گاہ کی نوبت آئی اُسکی نبض عالین اور زیادہ تغیر ہوا۔ شیخ نے محتسب کو روک کر قابوس سے فرمایا کہ اب ایسی شخص کو حاضر کیجئے جو اس مکان کے رہنے والون کے نام جانتا ہو۔

حیرت زدہ قابوس نے حسب الحکم ایسے ہی شخص کو لا حاضر کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ فلان مکان مین جتنے رہنے والے ہون ایک ایک کر کے سب کا نام لیجلو۔

آخر جب بیمار کے معشوق کا نام آیا اسکے نبض و بشرہ پر فاحش تغیر ظاہر ہوا اور چہرہ کا رنگ اُڑ گیا۔ یہ دیکھکر اور اپنی تشخیص کو سچا پاکر شیخ نے قابوس سے کہا کہ آپ کے بھانجے کا علاج فلان عورت کے وصال پر منحصر ہے۔ قابوس جو پہلے ہی سے حیرت کا پتلا بنا ہوا تھا شیخ کی کمال دانائی پر عش عش کر گیا۔ اور کئی دن کے بعد اسکا بھانجا صحیح ہو کر سیر کرتا نظر آیا۔

جب شیخ علیہ الرحمہ سلطان محمود کے خوف سے بھاگ نکلے سلطان نے اُن کی متعدد تصویرین کھچوا کر حکام اطراف کے پاس بھیجدی اور حکم دیا کہ یہ شخص جسکی حکومت مین ظاہر ہو فوراً پابجولان غزنین مین حاضر لائے چنانچہ ایک تصویر اور ایک ایسا ہی حلنامہ قابوس کے نام بھی تھا۔ شیخ قابوس کے نوجوان بھانجے کے معالجہ کی غرض سے اسکے مکان پر آئے تو اُس نے صورت دیکھتے ہی کہدیا کہ ہو نہو آپ بوعلی سینا ہین۔ شیخ کو بھی اقرار ہی کرتے بن پڑا۔ قابوس یہ سنکر فرط مسرت سے اچھل پڑا مسند پر اپنے داہنی جانب جگہ دی اور شیخ کی عزت و توقیر مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا۔ اسکے بعد یہ حکیم ہمدان ہمدان مین آیا۔

شمس الدولہ بن فخر الدولہ حاکم ہمدان مرض قولنج مین گرفتار تھا۔ شیخ سے صحت ہوئی اور اس خوشی مین اس نے اپنے محسن کو مسند وزارت پر بٹھلا دیا۔ انہین ایام مین شیخ نے اپنی کتاب شفا کی طبیعات اور اول قانون تصنیف کیا۔

ہمدان مین شیخ کا معمول تہا کہ اول شب طلبہ کو علوم مختلفہ کا درس دیتے تھے۔ اسکے بعد شہر کے علما شیخ کی مجلس مین استفادہ کی غرض سے حاضر ہوتے تہے۔ نصف شب جب ہوتی تہی مغنی۔ گوئیے اور سازندے اور اصحاب نشاط و عشرت جمع ہوتے تہے کبھی کبھی خاص خاص لوگون کے ساتھ شیخ شراب کا استعمال بہی کرتے تہے۔

جب شمس الدولہ کا آفتاب عمر غروب ہوا۔ اکابر شہر نے اُسکے بیٹے کو تخت سلطنت پر بٹھایا کاروبار وزارت شیخ کو تفویض کرنا چاہا۔ شیخ نے وزارت کا کام لینے سے سخت انکار کیا اور بادشاہ کی ڈر سے ابو علی بن عطار کے مکان مین چھپ رہے اسی زمانہ اختفا مین شیخ نے کتاب شفا کی الٰہیات کو تمام کر کے منطق شفا کی ابتدا کی باین ہمہ بادشاہ وقت سے چھپنا اور اُسکے ملک مین رہنا دشوار ہے۔ آخر الامر شیخ کو گرفتار کر کے کسی قلعہ مین قید کر دیا گیا۔ قید خانہ مین شیخ نے منطق شفا کو ختم کیا۔ تھوڑے دنون قید کی مصیبت جھیلکر ابن کاکویہ حاکم اصفہان کی شفارش سے قید خانہ سے رہائی ہوئی اور اسوقت ادویہ قلبیہ تصنیف کر کے قرآن مجید حفظ کیا اور قرآن مجید کا حفظ کرنا شیخ کے سنی المذہب ہونے کی دلیل ہے۔

قید خانہ سے نکلکر شیخ نے صوفیون کا بھیس بدلا اور طبرستان پہونچے۔ علاء الدولہ حاکم طبرستان شیخ کے علم و فضل سے واقف تھا اس نے خوب ہی آؤ بھگت کی اور آخر کار شیخ کو عہدۂ وزارت سے امتیاز بخشا۔

جسوقت سلطان محمود ابن محمد غازی نے ابو سہل ہمدانی کو عراق کا حاکم کیا ابو سہل اور علاء الدولہ کے درمیان کچھ مناقشہ تھا مناقشہ کی نوبت مقابلہ کی پہونچی اور میدان ابو سہل کے

تاتاری بہرے ساتھ لیکر غارت کرتا ہوا اصفہان آیا اور شیخ کی تمام کتابین اور کل مال و اسباب لوٹ پاٹ کرکے گیا۔

الغرض ہرچند کہ شیخ الرئیس اپنے زمانہ کے تمام علما و حکما کے اوستاد اور سرتاج تھے حکماے وقت اُن کو امام تسلیم کرچکے تھے اور اس مین شبہ نہین کہ حکماء اسلام مین سواے محمد ابو الفرفارابی کے کوئی شخص شیخ کے مقابل کا نہین ہوا۔ لیکن شرہ مجامعت شیخ پر غالب تہی۔ یہ روش طریق حکمت کے بالکل منافی تہی۔ کثرت مجامعت سے شیخ کو مرض قولنج عارض ہوا۔ قولنج کے دفعیہ کے لئے شیخ نے ایک دن مین سات بار حقنہ کیا۔ قولنج تو تہا ہی اب دوسرا ناپاک مرض صرع (مرگی) پیدا ہوا۔ مرض صرع کے ساتھ اور بہت سے امراض مختلفہ مہلکہ پیدا ہو چلے۔

شیخ کو معلوم ہوگیا کہ اب صحت ناممکن ہے۔ اس لئے معالجہ سے دست کش ہوگئے۔ بجز غسل کیا۔ تمام مہبات اور اپنی گناہون سے توبہ کی۔ مال اسباب روپئے پیسے کے قسم سے جو کچھ تھا فقرا و مساکین پر تقسیم کردیا۔ غلامون کو آزاد کردیا اور تلاوت قرآن مجید مین مشغول ہوگئے۔

آخر "اینما تکونوا یدرککم الموت" کا وقت آہی گیا یعنی ختم قرآن کے بعد ۴۲۸ھ ہجری رمضان المبارک کے مہینہ مین جمعہ کے روز امام فلاسفہ شیخ الرئیس بو علی سینا رحمہ اللہ نے دنیا کو خیر باد کہکر فردوس برین کی راہ لی۔ شیخ کی سال ولادت۔ سال وفات اور سال تکمیل علوم اس قطعہ سے معلوم ہو جاتی ہے۔

حجۃ الحق ابو علی سینا ‏ در شجع آمد از عدم بوجود ‏ در شفا کرد کسب جملہ علوم ‏ در تکز کرد این جہان بدرود

۳۷۳ ‏ ۳۸۱

بعض مورخین نے لکہا ہے کہ شیخ نے اپنی عمر کے آخر حصہ مین قرآن مجید حفظ کیا۔ شیخ کی مبارک زندگی کا ایک زمانہ ایسا بہی تہا کہ بعض متعصبین اُن کو زندیق و ملحد کا لقب دیتے تھے اور بعض تکفیر کرتے تھے۔ شیخ نے اِن بے عمل الزامون کے جواب مین ایک درد انگیز رباعی لکہی

کفر چو منے گزاف و آسان نبود | محکم تر از ایمان من ایمان نبود
در دہر چو من یکے و آنہم کافر | پس در ہمہ دہر یک مسلمان نبود

شیخ میں اور سلطان ابوسعید ابوالخیر میں اکثر مناعرہ اور مشاجرہ ہوا کرتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ شیخ نے یہ رباعی لکھکر سلطان کی خدمت میں بھیجی ۔

ما ئیم بفضل حق تولا کردہ | وز طاعت و معصیت تبرا کردہ
آنجا کہ عنایت تو باشد باشد | ناکردہ چو کردہ کردہ چون ناکردہ

سلطان نے اسکے جواب میں یہہ رباعی لکھی ۔

اے نیک نکردہ و بدیہا کردہ | وانگاہ خلاص خود تمنا کردہ
بر عفو مکن تکیہ کہ ہرگز نبود | ناکردہ چو کردہ کردہ چون ناکردہ

شیخ کے بیش بہا اقوال اور منظومات و مصنفات جن میں قانون و شفا زیادہ مشہور ہے ۔ آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہیں ۔

شیخ کا مقولہ ہے کہ طبیعت کی مثال مدعی کی سی ہے ۔ بیماری مثل دشمن کے ہے ۔ علامتیں مثل گواہوں کے ہیں ۔ نبض و قارورہ ثبوت کے حکم میں ہیں یوم البحران یوم القضا ہے مریض متوکل ہے اور طبیب قاضی ہے (۲) جس شخص نے علم حاصل کیا اور اسکے علم نے اُسکے اخلاق کو پاکیزہ نہ بنایا تو آخر میں وہ سعادت سے محروم رہے گا ۔ (۳) تمام سعادتوں کی تکمیل مکارم اخلاق سے ہے جس طرح کہ درخت میوہ کے آجانے سے پورا ہو جاتا ہے ۔

ابو نصر محمد بن محمد فارابی کی وفات اور شیخ الرئیس کی ولادت میں تین سال کا فرق ہے ۔

## حنین بن اسحاق مترجم

یہہ بغداد میں پیدا ہوئے ۔ شام میں نشو و نما پائی ۔ خلیفہ مامون رشید عباسی اور امیر المومنین معتصم باللہ عباسی کے عہد خلافت میں بہت مشہور و معروف تھے ۔ ارسطو اور افلاطون کی کتابوں کا

انہیں نے عربی میں ترجمہ کیا یونانی لغت کو عربی و سریانی میں اسی حکیم نے نقل کیا اور اسی وجہ

سے اس کا لقب مترجم مشہور ہوا۔

اس کا مقولہ ہے کہ جس شخص نے دنیا کی ذلت و خواری سے ڈر کر دنیا سے پرہیز کیا وہ

اُخروی دولت اور اخروی سعادت نہیں پا سکتا۔

## اسحاق بن حنین

یہ خلیفہ مکتفی باللہ عباسی رح کے ندیم تھے۔ علم طب اور احکام طب میں ان کو کمال تھا

کتاب جوہر لطیف انہیں کی تصنیف ہے

## ثابت بن قرہ

خلیفہ معتقد عباسی کو ان سے خاص عقیدت تھی۔ غالباً خلیفہ کے معتقد ہونے کی یہ

وجہ ہو کہ اسنے حکیم سے علوم فلسفہ ہندسہ اور نجوم میں کچھ پڑھا تھا۔ کتاب ذخیرۃ الملوک

جو علم طب میں نادر کتاب ہے اس حکیم کی تصنیف ہے۔

یہ کتاب میرے والد ماجد علامہ محمد اعظم چریا کوٹی کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

## محمد بن ذکریا رازی

یہ پیشہ آبائی کے لحاظ سے رنگریز تھے۔ آخر کار رنگریزی کا پیشہ ترک کر کے علم اکسیر میں مصروف

ہوئے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں میں ضعف اور کچھ نقص پیدا ہو گیا۔ علاج کی غرض سے طبیب

کی خدمت میں آئے طبیب نے کہا پہلے پانچ سو دینار میرے سامنے دھر دو تب میں معالجہ

میں ہاتھ لگاؤں گا۔ حکیم کو مجبوراً مبلغ مذکور دینا پڑا جب آنکھیں صحیح ہو گئیں طبیب نے کہا

کہ یہ اکسیر جو ہم کر رہے ہیں وہ فضول ہے جس میں تم اپنی اوقات عزیز کو رائگاں کر رہے ہو۔

یہ بات حکیم کے دل میں کھپ گئی اور فوراً علم اکسیر سے ہاتھ اٹھا کر فن طب کی تحصیل میں مشغول ہوئے

اور اس مبارک علم میں ایسی مہارت حاصل کی کہ یادگار زمانہ طبیب ہوئے اور دنیا میں انکی

تصنیفیں یادگار رہ گئیں۔

کفر چو منے گزاف و آسان نبود | محکم تر از ایمان من ایمان نبود
در دہر چو من یکے و آنہم کافر | پس در ہمہ دہر یک مسلمان نبود

شیخ مین اور سلطان ابو سعید ابو الخیر مین اکثر مناعرہ اور مشاجرہ ہوا کرتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ شیخ نے یہ رباعی لکھکر سلطان کی خدمت مین بھیجی ؎

مائیم بفضل حق تولا کردہ | وز طاعت و معصیت تبرا کردہ
آنجا کہ عنایت تو باشد باشد | ناکردہ چو کردہ کردہ چون ناکردہ

سلطان نے اسکے جواب مین یہ رباعی لکھی ؎

اے نیک نکردہ و بدیہا کردہ | وانگاہ خلاص خود تمنا کردہ
بر عفو مکن تکیہ کہ ہرگز نبود | ناکردہ چو کردہ کردہ چون ناکردہ

شیخ کے بیش بہا اقوال اور منظومات و مصنفات جن مین قانون و شفا زیادہ مشہور رہے۔ آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہین۔

شیخ کا مقولہ ہے کہ طبیعت کی مثال مدعی کی سی ہے۔ بیماری مثل دشمن کے ہے۔ علامتین مثل گواہون کے ہین۔ نبض و قارورہ ثبوت کے حکم مین ہین یوم البحران یوم القضا ہے مریض متوکل ہے اور طبیب قاضی ہے (۲) جس شخص نے علم حاصل کیا اور اسکے علم نے اُسکے اخلاق کو پاکیزہ نہ بنایا تو آخرت مین وہ سعادت سے محروم رہے گا۔ (۳) تمام سعادتون کی تکمیل مکارم اخلاق سے ہے جس طرح کہ درخت میوہ کے آجانے سے پورا ہو جاتا ہے۔

ابو نصر محمد بن محمد فارابی کی وفات اور شیخ الرئیس کی ولادت مین تیس سال کا فرق ہے۔

## حنین بن اسحاق مترجم

یہ بغداد مین پیدا ہوئے۔ شام مین نشو و نما پائی۔ خلیفہ مامون رشید عباسی اور امیر المومنین معتصم باللہ عباسی کے عہد خلافت مین بہت مشہور و معروف تھے۔ ارسطو اور افلاطون کی کتابون کا

انہین نے عربی مین ترجمہ کیا یونانی لغت کو عربی وسریانی مین اسی حکیم نے نقل کیا اور اسی وجہ سے اس کا لقب مترجم مشہور ہوا۔

اس کا مقولہ ہے کہ جس شخص نے دنیا کی ذلت وخواری سے ڈر کر دنیا سے پرہیز کیا وہ اُخروی دولت اور اخروی سعادت نہین پا سکتا۔

# اسحاق بن حنین

یہہ خلیفہ مکتفی باللہ عباسی رح کے ندیم تہے۔ علم طب اور احکام طب مین ان کو کمال تہا کتاب جوہر لطیف انہین کی تصنیف ہے

# ثابت بن قرہ

خلیفہ معتضد عباسی کو ان سے خاص عقیدت تہی۔ غالباً خلیفہ کے معتقد ہونے کی یہہ وجہہ ہو کہ اسنے حکیم سے علوم فلسفہ ہندسہ اور نجوم مین کچہ پڑہا تہا۔ کتاب ذخیرۃ الملوک جو علم طب مین نادر کتاب ہے اس حکیم کی تصنیف ہے۔

یہ کتاب میرے والد ماجد علامہ محمد اعظم چریاکوٹی کے کتب خانہ مین موجود ہے۔

# محمد بن ذکریا رازی

یہہ پیشہ آبائی کے لحاظ سے رنگریز تہے۔ آخر کار رنگریزی کا پیشہ ترک کرکے علم اکسیر مین مصروف ہوئے یہانتک کہ ان کی آنکہون مین ضعف اور کچہ نقص پیدا ہو گیا۔ علاج کی غرض سے طبیب کی خدمت مین آئے۔ طبیب نے کہا پہلے پانچ سو دینار میرے سامنے دہردو تب مین معالجہ مین ہاتہہ لگاؤنگا۔ حکیم کو مجبوراً مبلغ مذکور دینا پڑا۔ جب آنکہین صحیح ہوگئین طبیب نے کہا کہ یہ اکسیر جو ہم کرتے ہین نہ وہ فضول چیز ہین تم اپنی اوقات عزیز کو رائگان کر رہے ہو۔ یہہ بات حکیم کے دل مین کہپ گئی اور فوراً علم اکسیر سے ہاتہہ اُٹہا کر فن طب کی تحصیل مین مشغول ہوئے اور اس مبارک علم مین ایسی مہارت حاصل کی کہ یادگار زمانہ طبیب ہوئے اور دنیا مین انکی تصنیفین یادگار رہ گئین۔

# ابو عثمان دمشقی

لغت عربی و سریانی مین فصیح اور مسلم الثبوت استاد تہے۔ کتب متقدمین کا تتبع بہت کرتے تہے
انکا مقولہ ہے کہ عقل نفس کی صفائی اور جہل نفس کی کدورت کا سبب ہے۔

# علی بن زید طبری

علم نجوم و طب مین کوئی ان کا مثل نہین تہا۔ تصانیف اُن کی بہت ہین۔ منجملہ
اُنکے فردوس الحکمت ہے جسکے مطالعہ سے حکیم کے تبحر علمی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

# ابو الخیر بنیام

فن طب مین بہہ بڑے پایہ کے اُستاد تہے۔ اطبائے زمانہ اور اعلام روزگار ان کو
محمود الارض اور بقراط ثانی کے خطاب سے یاد کرتے تہے۔
یہہ عجیب بات اُن کے خصوصیات مین تہی کہ جب کوئی مفلس یا غریب بلاتا تہا تو اُسکے
گہر تک پا پیادہ جاتے تہے اور جو کوئی توانگر یا امیر شہر طلب کرتا تو بلا سواری چوکہٹ
سے باہر قدم نہین رکہتے تہے۔
اتفاقًا ایک روز سلطان محمود غزنوی نے طلب کیا اور سواری کے لئے اپنا
خاص ترکی گہوڑا روانہ کیا۔
گہوڑا ازبس شریر تہا حکیم صاحب سنبہال نہ سکے راستہ مین گہوڑے سے گر کر جان بحق
تسلیم ہوئے۔

# ابو سہل

علم طب مین ان کی نمایان تصنیفین ہین۔ اور ایک کتاب علم تعبیر مین ہے۔ جو خوارزم
شاہ کے واسطے ترتیب دی تہی۔

# ابو عبد اللہ بابلی

حکیم اور علوم شریعت کے ماہر تہے۔ ایک عالم اُن کی خوش اخلاقی پر فریفتہ تہا۔ بابلی حکیم کی تصنیف

سے ایک مختصر رسالہ تحقیق وجود مین ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الہیات مین اُن کو خاص کمال تہا۔ ایک اور رسالہ علم الکیمیا مین اُن کی تصنیف ہے۔ جسکا ذکر شیخ الرئیس نے اپنی تصنیف مقتضیات الحکمت مین کیا ہے۔

اِس حکیم کا مقولہ ہے کہ نفس شریف کے جوہر سے بحث و تفتیش کرنی واجب ہے۔ اور جس چیز کے جلد ضائع ہوجانیکا خوف ہو اُسکا ذخیرہ کرنا بیفائدہ ہے۔

## الفرج بن طیب جاثلیق

زبان عربی سریانی اور یونانی کے عالم تہے۔

شیخ الرئیس نے اپنی کتاب مین اعتراف کیا ہے کہ الفرج علم طب مین سب کا استاد ہے کتاب المباحث ان کی تصنیف ہے۔ اِسکے علاوہ دوسری تصانیف بہی ہین جن کو بعضے مورخین نے بلاتعیین اپنی کتابون مین لکہا ہے۔

## ابوعلی بن ہیثم ختلی

نہایت متورع اور عابد و زاہد تہے۔ ہر کام اور ہر بات مین شریعت کا پاس و لحاظ رکہتے تہے۔ علم اخلاق مین اُن کی تصنیف ایک عمدہ مختصر رسالہ ہے جسکے بارہ مین اکثر علما کا خیال ہے کہ ویسی کتاب آجتک کسی نے نہین لکہی۔ حکیم ختلی کا مقولہ ہے کہ انسان ایسے شخص سے دور رہنے پر مجبور ہے جو اُس سے نزدیک ہونا چاہے اور اوس آدمی سے نزدیک ہونے پر مجبور ہے جو اس سے دور رہنا چاہے۔

## اسمٰعیل ہروی

اِن کے مدرسہ مین ابونصر فارابی کی تمام کتابون کا درس ہوتا تہا۔ اشعار و تصانیف اِنکے بہت ہین اور اِنکے سب شاگرد فاضل و حکیم ہوئے۔

## ابوالقاسم

نام اِنکا عبدالرحمٰن بن ابی صادق ہے۔ بقراط ثانی خطاب ہے۔ مولد اِن کا نیشاپور ہے

## ابو عثمان دمشقی

لغت عربی و سریانی میں فصیح اور مسلم الثبوت استاد تھے۔ کتب متقدمین کا تتبع بہت کرتے تھے
انکا مقولہ ہے کہ عقل نفس کی صفائی اور جہل نفس کی کدورت کا سبب ہے۔

## علی بن زید طبری

علم نجوم و طب میں کوئی ان کا مثل نہیں تھا۔ تصانیف اُن کی بہت ہیں۔ منجملہ
اُنکے فردوس الحکمت ہے جسکے مطالعہ سے حکیم کے تبحر علمی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

## ابو الخیر بنیام

فن طب میں بہت بڑے پایہ کے اُستاد تھے۔ اطبائے زمانہ اور اعلام روزگار ان کو
محمود الارض اور بقراط ثانی کے خطاب سے یاد کرتے تھے۔

بہت عجیب بات اُن کے خصوصیات میں تھی کہ جب کوئی مفلس یا غریب بلاتا تھا تو اُسکے
گھر تک پاپیادہ جاتے تھے اور جو کوئی تونگر یا امیر شہر طلب کرتا تو بلا سواری چوکھٹ
سے باہر قدم نہیں رکھتے تھے۔

اتفاقاً ایک روز سلطان محمود غزنوی نے طلب کیا اور سواری کے لئے اپنا
خاص ترکی گھوڑا روانہ کیا۔

گھوڑا ازبس شریر تھا حکیم صاحب سنبھال نہ سکے راستہ میں گھوڑے سے گر کر جان بحق
تسلیم ہوئے۔

## ابو سہل

علم طب میں ان کی نمایاں تصنیفیں ہیں۔ اور ایک کتاب علم تعبیر میں ہے۔ جو خوارزم
شاہ کے واسطے ترتیب دی تھی۔

## ابو عبداللہ بابلی

حکیم اور علوم شریعت کے ماہر تھے۔ ایک عالم اُن کی خوش اخلاقی پر فریفتہ تھا۔ بابلی حکیم کی تصنیف

سے ایک مختصر رسالہ تحقیق وجود مین ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ الہیات مین اُن کو خاص کمال تہا۔ ایک اور رسالہ علم الکبیر مین اُن کی تصنیف ہے جسکا ذکر شیخ الرئیس نے اپنی تصنیف مقتضیات الحکمت مین کیا ہے۔

اِس حکیم کا مقولہ ہے کہ نفس شریف کے جوہر سے بحث و تفتیش کرنی واجب ہے۔ اور جس چیز کے جلد ضائع ہوجانیکا خوف ہو اُسکا ذخیرہ کرنا بیفائدہ ہے۔

## الفرج بن طیب جاثلیق

زبان عربی سریانی اور یونانی کے عالم تہے۔

شیخ الرئیس نے اپنی کتاب مین اعتراف کیا ہے کہ الفرج علم طب مین سب کا استاد ہے کتاب المباحث ان کی تصنیف ہے۔ اسکے علاوہ دوسری تصانیف بہی ہین جن کو بعضے مورخین نے بلاتعیین اپنی کتابون مین لکہا ہے۔

## ابوعلی بن ہیثم ختلی

نہایت متورع اور عابد و زاہد تہے۔ ہر کام اور ہر بات مین شریعت کا پاس و لحاظ رکہتے تہے۔ علم اخلاق مین اُن کی تصنیف ایک عمدہ مختصر رسالہ ہے جسکے بارہ مین اکثر علما کا خیال ہے کہ ویسی کتاب آجتک کسی نے نہین لکہی حکیم ختلی کا مقولہ ہے کہ انسان ایسے شخص سے دور رہنے پر مجبور ہے جو اُسکے نزدیک ہونا چاہے اور اوس آدمی سے نزدیک ہونے پر مجبور ہے جو اس سے دور رہنا چاہے۔

## اسمعیل ہروی

ان کے مدرسہ مین ابونصر فارابی کی تمام کتابون کا درس ہوتا تہا۔ اشعار و تصانیف انکے بہت ہین اور انکے سب شاگرد فاضل و حکیم ہوئے

## ابوالقاسم

نام انکا عبدالرحمن بن ابی صادق ہے۔ بقراط ثانی خطاب ہے۔ مولد ان کا نیشاپور ہے

اسی برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اس حکیم کا مقولہ ہے کہ درحقیقت طبیب وہ شخص ہے
جو فضائل و کمالات سے اپنی نفس کا معالجہ کرے۔ امور دینیہ میں اپنی ہر معرفت کا لحاظ رکھے
تب معالجہ اجسام کی طرف متوجہ ہو۔ جس شخص نے بغیر نفس کا علاج کئے علاج جسم کیطرف
رجوع کیا وہ مرض کے اسفل السافلین طبق میں چلا جائے تو عجب نہیں ہے۔

## عمر خیام نیشاپوری

لغت فقہ تاریخ اور حکمت میں ان کو کمال تھا۔ فن طبیعات اشعار عربی فارسی خصوص رباعیات
میں بے مثل و نظیر تھے حکیم ابو الحسن اثیری ان کے اُستاد تھے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے
زمانہ میں موجود تھے۔ کچھ دنوں ملک شاہ سلجوقی کے ندیم تھے۔ صاحب مجمع النوادر
نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں ۵۰۶ھ میں بلخ میں موجود تھا اور یہیں عمر خیام اور حکیم
مظفر اسفزاری بھی امیر ابو سعید کے مکان پر مقیم تھے۔ میں اکثر اوقات استفادہ کی غرض سے
حکیم خیام کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ ایک روز حکیم خیام نے ارشاد فرمایا کہ میری قبر
ایسے مقام پر ہوگی جہاں ہر سال موسم بہار میں باد شمال رنگا رنگ شگوفے اور قسم قسم
کے پھول مجھ پر نثار کریگی۔

میرے دل نے حکیم کی اس بات کو قبول نہیں کیا۔ لیکن پھر سوچا کہ عمر خیام جیسا فاضل حکیم ایسی
بات بلا وجہ نہیں کہیگا۔ اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک مذہبی اور پرہیزگار عالم صریحی آیت
مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کے خلاف تقریر کرے۔ اس واقعہ کو ایک مدت
گذر گئی۔

اتفاقاً حکیم کے انتقال بعد ۵۳۰ھ کے ایام بہار میں میرا گذر نیشاپور میں ہوا دل نے قبول
نہیں کیا کہ تمام حقوق استادی سے چشم پوشی کر کے حکیم کے قبر کی زیارت نہ کروں۔ جب حکیم کی
قبر پر پہونچا طرفہ تماشا نظر آیا یعنی حکیم کی قبر کو ایک دیوار باغ کی جڑ میں پایا جہاں درختوں کے
رنگا رنگ شگوفے اور طرح طرح کے پھول اس کثرت سے قبر پر اور قبر کے ارد گرد تھے

کہ قبر نہین نظر آئی تہی۔
یہہ دیکہکر حکیم کی اُس روز کی پیشین گوئی یاد آگئی۔ اور قبر پر فاتحہ پڑہکر حمد و ثنا کرتا ہوا رخصت ہوا۔ حکیم عمر خیام کی بیشتر رباعیان کتاب کی صورت مین ردیف وار چہپ گئی ہین۔ پہلی رباعی یہ ہے ؎

آمد سحرے ندا از میخانۂ ما | کاے رند خراباتی دیوانۂ ما
برخیز کہ پُر کنیم پیمانہ زمے | زان پیش کہ پر کنند پیمانۂ ما

## میر باقر داماد

سید محمود داماد استرآبادی کے بیٹے اور شیخ علی عاملی کے نواسے ہین۔
یہ فاضل حکیم اپنے زمانہ کے حکماے اشراقیین و مشائین دونون کے سرگروہ اور مسلم الثبوت استاد تہے۔ ہنوز کم عمر ہی تہے کہ مشہد مقدس جاکر وہان کے مشاہیر علماے کیخدمت سے مستفید ہوئے۔ یہین علوم و فنون سے فراغت حاصل کرکے مشہور آفاق ہوئے۔ کچہ روز ون سلطان محمد صفوی کے اردوے معلیٰ مین تہے اور عرصہ دراز تک امیر فخر الدین سماکی سے جو مشاہیر علماے وقت مین تہے اور نیز دوسرے دانشمندان عالم سے مناظرہ علمی کرتے رہے اور سب پر غالب رہے۔
حکیم داماد کی قوت حافظہ اس درجہ کی تہی کہ ایک مرتبہ جو سن لیتے یا پڑہ لیتے تہے پہر کبہی نہین بہولتے تہے۔ اوقات عزیز کو ہمیشہ عبادت الٰہی اور مباحث علمی مین صرف کرتے تہے۔ باوجود اسکے کہ امراے زمانہ اور سلاطین وقت حکیم کی ملاقات کی تمنائین کرتے تہے۔ مگر کبہی محل سلطانی کی طرف رُخ نہین کیا۔
کتاب صراط المستقیم۔ افق المبین۔ شرح کلینی۔ تفسیر سورۃ الملنتہی۔ رسالہ ایقاظات۔ عیون المسائل۔ ضوابط الرضاع۔ حاشیہ شرح مختصر اصول۔ سبع شداد۔ رسالہ عسر و یسر حکیم کی تصانیف سے ہین۔

اسّی برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اِس حکیم کا مقولہ ہے کہ درحقیقت طبیب وہ شخص ہے جو فضائل وکمالات سے اپنی نفس کا معالجہ کرے۔ امور دینیہ میں اپنی ہر معرفت کا لحاظ رکھے تب معالجہ اجسام کی طرف متوجہ ہو بس جس شخص نے بغیر نفس کا علاج کئے علاج جسم کیطرف رجوع کیا وہ مرض کے اسفل السافلین طبق میں چلاجائے تو تعجب نہیں ہے۔

## عمر خیام نیشاپوری

لغت فقہ تاریخ اور حکمت میں ان کو کمال تہا۔ فن طبیعات اشعار عربی فارسی خصوص رباعیات میں بے مثل ونظیر تھے۔ حکیم ابو الحسن اثیری ان کے اُستاد تھے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں موجود تھے۔ کچھ دنوں ملک شاہ سلجوقی کے ندیم تھے۔ صاحب مجمع النوادر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں سنہ ۵۰۶ھ میں بلخ میں موجود تہا اور یہیں عمر خیام اور حکیم مظفر اسفزائی بھی امیر ابو سعید کے مکان پر مقیم تھے۔ میں اکثر اوقات استفادہ کی غرض سے حکیم خیام کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تہا۔ ایک روز حکیم خیام نے ارشاد فرمایا کہ میری قبر ایسے مقام پر ہوگی جہاں ہر سال موسم بہار میں باد شمال رنگارنگ شگوفے اور قسم قسم کے پھول مجھپر نثار کریگی۔

میرے دل نے حکیم کی اِس بات کو قبول نہیں کیا۔ لیکن پھر سوچا کہ عمر خیام جیسا فاضل حکیم ایسی بات بلا وجہ نہیں کہیگا۔ اور کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک مذہبی اور پرہیزگار عالم صریحی آیت مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کے خلاف تقریر کرے۔ اِس واقعہ کو ایک مدت گذر گئی۔

اتفاقاً حکیم کے انتقال بعد سنہ ۵۳۰ھ کے ایام بہار میں میرا گذر نیشاپور میں ہوا دل نے قبول نہیں کیا کہ تمام حقوق استادی سے چشم پوشی کر کے حکیم کے قبر کی زیارت نہ کروں۔ جب حکیم کی قبر پر پہونچا طرفہ تماشا نظر آیا یعنی حکیم کی قبر کو ایک دیوار باغ کی جڑ میں پایا جہاں درختوں کے رنگارنگ شگوفے اور طرح طرح کے پھول اِس کثرت سے قبر پر اور قبر کے ارد گرد تھے

کہ قبر نہین نظر آتی تھی۔
یہہ دیکھکر حکیم کی اُس روز کی پیشین گوئی یاد آگئی۔ اور قبر پر فاتحہ پڑھکر حمد و ثنا کرتا ہوا رخصت ہوا۔ حکیم عمر خیام کی بیمثل رباعیان کتاب کی صورت مین ردیف وار چھپ گئی ہین۔ پہلی رباعی یہ ہے ؎

آمد سحرے ندا از میخانۂ ما کاے رند خراباتی دیوانۂ ما
برخیز کہ پُر کنیم پیمانہ زمے زان پیش کہ پُر کنند پیمانۂ ما

## میر باقر داماد

سید محمود داماد استر آبادی کے بیٹے اور شیخ علی عاملی کے نواسے ہین۔
یہ فاضل حکیم اپنے زمانہ کے حکماے اشراقیین و مشائین دونون کے سرگروہ اور مسلم الثبوت استاد تھے۔ ہنوز کم عمر ہی تھے کہ مشہد مقدس جاکر وہان کے مشاہیر علماے کی خدمت سے مستفید ہوئے۔ یہین علوم و فنون سے فراغت حاصل کرکے مشہور آفاق ہوئے کچھ روزون سلطان محمد صفوی کے اردوے معلیٰ مین تھے اور عرصہ دراز تک امیر فخر الدین سماکی سے جو مشاہیر علماے وقت مین تھے اور نیز دوسرے دانشمندان عالم سے مناظرہ علمی کرتے رہے اور سب پر غالب رہے۔
حکیم داماد کی قوت حافظہ اس درجہ کی تھی کہ ایک مرتبہ جو سن لیتے یا پڑھ لیتے تھے پھر کبھی نہین بھولتے تھے۔ اوقات عزیز کو ہمیشہ عبادت الٰہی اور مباحث علمی مین صرف کرتے تھے۔ باوجود اسکے کہ امراے زمانہ اور سلاطین وقت حکیم کی ملاقات کی تمنائین کرتے تھے۔ مگر کبھی محل سلطانی کی طرف رُخ نہین کیا۔
کتاب صراط المستقیم۔ افق المبین۔ شرح کلینی۔ تفسیر سورۃ المنتہی۔ رسالہ ایقاظات عیون المسائل۔ ضوابط الرضاع۔ حاشیہ شرح مختصر اصول۔ سبع شداد۔ رسالہ عمرو بکر حکیم کی تصانیف سے ہین۔

میر باقر داماد نے طبیعت بھی موزون پائی تھی اور اشعار مین اشراق تخلص کرتے تھے فن بلاغت قصیدہ اور مثنوی مین اچھی مہارت تھی۔ یہ رباعی اُنکے اشعار مین سے ہے۔

اے ختم رسل دو کون برائیہ تست ۔ افلاک یکے منبر نہ پایہ تست
گر شخص ترا سایہ نیفتد چہ عجب ۔ تو نوری و آفتاب در سایہ تست
اے آنکہ زخود بیخبرت می بینم ۔ ہر لحظہ بشکل دگرت می بینم
چون جان نفسے ترا ندیدم در بر ۔ اے عمر گرامی گذرت می بینم

حکیم کی عمر گرامی کا بڑا حصہ شہر اصفہان مین گذرا اور سن ۱۰۴۰ہجری مین انتقال فرمایا۔ ملا محمود جونپوری نے جو سرزمین ہندوستان مین آسمان حکمت کے چمکتے ہوئے آفتاب تھے اپنی تصنیف شمس بازغہ مین جگہ جگہ بعض فلاسفہ پر اعتراضات کئے ہین اور مراد اُس سے میر باقر داماد ہین۔

## بہاءالدین عاملی

صغر سنی مین اپنے والد شیخ حسین کے ساتھ جبل عامل سے عجم مین آکر تحصیل علوم مین مشغول ہوئے علم تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ معانی اور بیان خود باپ سے حاصل کئے۔ معقولات۔ حکمت اور کلام مین مولانا عبداللہ یزدی کے روبرو زانوی شاگردی تہہ کیا۔ فنون ریاضیہ مین ملا علی مذہب اور ملا افضل کی شاگردی کی۔ آخر آخر مین حکیم صدر الشریعت گیلانی اور حکیم عمادالدین محمود کے حلقۂ تلامذہ مین فن طب پڑھکر تمام فضائل و کمالات علمیہ سے آراستہ ہوکر شہرت کے اعلی اسٹیج پر جا بیٹھے اور چار دانگ عالم مین اُنکے علم و فضل کا ڈنکا بجا۔ مشاہیر اُن کی قابلیت کے معترف ہوئے۔

شاہ طہماسپ کے عہد مین عہدۂ شیخ الاسلامی پر مامور تھے۔

یکایک دل مین زیارت بیت الحرام کا شوق پیدا ہوا۔ پھر کیا تھا کر سیاحت چست باندھی۔ کل علائق دنیاوی کو یکلخت چھوڑ چھاڑ کر کسوت درویشی پہنکر چل کھڑے ہوئے۔ سالہا سال تک حجاز۔ عراق اور شام و مصر وغیرہ مین سیر کرتے پھرے۔ ایام سیاحت مین ارباب سلوک اور

اصحاب حال کی صحبت و زیارت سے مشرف اور فیضیاب ہوئے۔
شاہ عباس وجود عالی کو مغتنمات سے سمجھکر سفر و حضر ہر جگہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اور برابر آپکی صحبت سے مستفید ہوتا تھا۔ میر محمد باقر داماد سے اور حکیم عالی سے اکثر مشاعرہ اور معارضہ ہوتا رہتا تھا۔ چنانچہ عالی نے اپنی مثنویوں میں جہاں جہاں حکماء و فلاسفہ پر اعتراض کیا ہے اس سے میر باقر ہی مراد ہیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا شعر ہے

بسیج راحت داں چو شد مطلب بزرگ　　گرد گلہ تو تیا ئے چشم گرگ

ایک روز شیخ علیہ الرحمۃ بابا رکن الدین اصفہانی کے مقبرہ میں تشریف لے گئے نماز میں مصروف تھے کہ قبر کی طرف سے ایک آواز سنائی پڑی۔ جیسے کوئی کہتا ہے کہ کیسی غفلت میں پڑے ہو اب بیداری و آگہی کا وقت آ پہونچا۔ شیخ مقبرہ سے مکان پر آئے لوگوں سے ملنا جلنا یکلخت ترک کر دیا۔ اوراد و تلاوت وغیرہ میں مشغول ہو گئے۔
اس واقعہ کے تین مہینے بعد چوتھی شوال کو بیمار ہوئے سات روز بستر ناتوانی پر پڑے رہے۔ آٹھویں دن منگل کے روز بارہ شوال کو ۱۰۳۱ھ میں اس عالم ناپائدار سے رخصت ہوئے۔ شیخ کی وصیت کے مطابق نعش کو اصفہان سے لیجا کر مشہد مقدس میں دفن کیا گیا۔

## شیخ کی تصانیف

تفسیر عروۃ الوثقی۔ حبل المتین حدیث میں۔ المشرق۔ حاشیہ قواعد شہیدی۔ شرح صحیفہ کاملہ۔ عین الحیات فی تفسیر الآیات۔ شرح الشرح در ہیئات۔ تشریح الافلاک۔ خلاصۃ الحساب۔ رسالہ اصطلاب۔ زبدۃ الاصول۔ حاشیہ شرح مختصر الاصول۔ حاشیہ مطول۔ مثنوی نان و حلوا وغیرہ رحمۃ اللہ تعالی۔
ان حکماء اسلام کے علاوہ اور بھی ہیں جو ایک سے ایک بڑھکر آسمان حکمت کے آفتاب ہیں ہم ان سب کو بخوف طوالت نظر انداز کر کے متاخرین میں دو جلیل القدر حکیم کے حالات سے کتاب کو زینت دیکر ختم کر دیتے ہیں۔

میر باقر داماد نے طبیعت بھی موزون پائی تھی اور اشعار میں اشراق تخلص کرتے تھے فن بلاغت قصیدہ اور مثنوی میں اچھی مہارت تھی۔ یہ رباعی اُنکے اشعار میں سے ہے۔

اے ختم رسل دوکون برایہ تست — افلاک یکے منبر نہ پایۂ تست
گر شخص ترا سایہ نیفتد چہ عجب — تو نوری و آفتاب در سایۂ تست
اے آنکہ زخود بہجرت می بینم — ہر لحظہ بشکل دگرت می بینم
چون جان نفسے ترا ندیدم دربر — اے عمر گرامی گذرت می بینم

حکیم کی عمر گرامی کا بڑا حصہ شہر اصفہان میں گذرا اور یہیں سنہ ۱۰۴۱ ہجری میں انتقال فرمایا۔ ملا محمود جونپوری نے جو سرزمین ہندوستان میں آسمان حکمت کے چمکتے ہوئے آفتاب تھے اپنی تصنیف شمس بازغہ میں جگہ جگہ بعض فلاسفہ پر اعتراضات کئے ہیں اور مراد اُس سے میر باقر داماد ہیں۔

## بہاء الدین عاملی

صغر سنی میں اپنے والد شیخ حسین کے ساتھ جبل عامل سے عجم میں آکر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے علم تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ معانی اور بیان خود باپ سے حاصل کئے۔ معقولات۔ حکمت اور کلام میں مولانا عبداللہ یزدی کے روبرو زانوی شاگردی تہہ کیا۔ فنون ریاضیہ میں ملا علی مذہب اور ملا افضل کی شاگردی کی۔ آخر آخر میں حکیم صدر الشریعت گیلانی اور حکیم عماد الدین محمود کے حلقۂ تلامذہ میں فن طب پڑہکر تمام فضائل و کمالات علمیہ سے آراستہ ہوکر شہرت کے اعلیٰ اسٹیج پر جا بیٹھے اور چار دانگ عالم میں اُنکے علم و فضل کا ڈنکا بجا۔ مشاہیر اُن کی قابلیت کے معترف ہوئے۔

شاہ طہماسپ کے عہد میں عہدۂ شیخ الاسلامی پر مامور رہے۔

یکایک دل میں زیارت بیت الحرام کا شوق پیدا ہوا۔ پھر کیا تھا کہ سیاحت پیشہ بار زندگی۔ کل علائق دنیاوی کو یکلخت چھوڑ چھاڑ کر کسوت درویشی پہنکر چل کھڑے ہوئے۔ سالہا سال تک حجاز عراق اور شام و مصر وغیرہ میں سیر کرتے پھرے۔ ایام سیاحت میں ارباب سلوک اور

اصحاب حال کی صحبت و زیارت سے مشرف اور فیضیاب ہوئے۔
شاہ عباس وجود عالی کو مغتنمات سے سمجھکر سفر و حضر ہر جگہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اور برابر آپکی صحبت سے مستفید ہوتا تھا۔ میر محمد باقر داماد سے اور حکیم عالی سے اکثر مشاعرہ اور معارضہ ہوتا رہتا تھا۔ چنانچہ عالی نے اپنی مثنویوں میں جہاں جہاں حکمار و فلاسفہ پر اعتراض کیا ہے اس سے میر باقر ہی مراد ہیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ کا شعر ؎

بہیچ راحت دان چو شد مطلب بزرگ    گرد گلہ توتیائے چشم گرگ

ایک روز شیخ علیہ الرحمۃ بابا رکن الدین اصفہانی کے مقبرہ میں تشریف لے گئے نماز میں مصروف تھے کہ قبر کی طرف سے ایک آواز سنائی پڑی۔ جیسے کوئی کہتا ہے کہ کیسی غفلت میں پڑے ہو اب بیداری و آگہی کا وقت آپہونچا۔ شیخ مقبرہ سے مکان پر آئے لوگوں سے ملنا جلنا یکلخت ترک کردیا۔ اوراد و تلاوت وغیرہ میں مشغول ہوگئے۔
اس واقعہ کے تین مہینے بعد چوتھی شوال کو بیمار ہوئے سات روز بستر ناتوانی پر پڑے رہے۔ آٹھویں دن منگل کے روز بارہ شوال کو ۱۰۳۱ھ میں اس عالم ناپائدار سے رخصت ہوئے۔ شیخ کی وصیت کے مطابق نعش کو اصفہان سے لیجاکر مشہد مقدس میں دفن کیا گیا۔

## شیخ کی تصانیف

تفسیر عروۃ الوثقی۔ حبل المتین حدیث میں۔ المشرق۔ حاشیہ قواعد شہیدی۔ شرح صحیفہ کاملہ۔ عین الحیات فی تفسیر الآیات۔ شرح الشرح در ہیئات۔ تشریح الافلاک۔ خلاصۃ الحساب۔ رسالہ اصطرلاب۔ زبدۃ الاصول۔ حاشیہ شرح مختصر اصول۔ حاشیہ مطول۔ مثنوی نان و حلوا وغیرہ رحمۃ اللہ تعالی۔
ان حکماء اسلام کے علاوہ اور بہی ہیں جو ایک سے ایک بڑھکر آسمان حکمت کے آفتاب ہیں ہم ان سب کو بخوف طوالت نظر انداز کر کے متاخرین میں دو جلیل القدر حکیم کے حالات کتاب کو زینت دیکر ختم کر دیتے ہیں۔

# حضرت احمد علی چریاکوٹی

خاک پاک چریاکوٹ نے جہاں عمدہ سے عمدہ شعرا فضلا بہادر۔ نجومی اور اچھے سے اچھے جوتشی و پنڈت پیدا کیئے وہاں علامہ احمد علی کا ایسا حکیم بھی اسلامی دنیا کے سامنے پیش کیا جسکی شہرت مقبولیت اور علمی شہرت دنیا دی علم کو ہمیشہ علامہ موصوف کا احسانمند بنائے رکھیگی۔ اکثر علما کسی خاص فن اور خاص علم میں ناموری حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر علامہ مرحوم کو خدا نے ہر علم میں ایسا تبحر دیا تھا کہ ہر طبقہ کے اہل کمال مقتدائی کا مسند آپکے لئے خالی کر دیتے تھے۔

آپ بارہویں صدی کے مشاہیر علمائے وقت سے ہیں۔ پایۂ مرتبت آپکے حکمائے متقدمین سے کم نہیں ہے۔ آپکی انتہائی دانش اور وفور ذکاوت کا یہ ادنےٰ ثبوت ہے کہ سنہ ۱۲۱۵ھ میں کمال وقت نظر کو کام فرما کر حریفہ کے قدو قامت برابر ایک سانچہ ایجاد فرمایا جو قوت بخار کے ذریعہ سے خود بخود حرکت کرتا تھا۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر زر کثیر مساعد ہوتا تو بزور دانش ایسا آلہ ایجاد کرتا جسپر پانچ آدمی سواری کر سکتے۔ اور ایک روز میں سو فرسخ راہ طے کرتے اگر آپ کے مناقب اور مقصص عقل و دانش لکھے جائیں تو کتاب طول ہو جائے میں نے اپنی کتاب تذکرۃ العلما میں آپ کے حالات بالتفصیل لکھے ہیں۔

بالجملہ حکیم علیہ الرحمہ صوفی مشرب سُنّی المذہب عباسی النسب ہاشمی النسل درویش منش اور سپاہی وضع تھے۔

سنہ ۱۲۰۰ھ میں قصبہ چریاکوٹ ضلع اعظم گڈھ میں پیدا ہوئے۔ فنون صرف و نحو وغیرہ میں غلام علی عباسی چریاکوٹی سے حاصل کئے۔ مولوی غلام جیلانی اور مولانا حیدر علی رام پوری سے فنون ریاضیہ اور معقولات وغیرہ کی تکمیل کی۔ علم قرأت و تجوید میں حضرت نسیم رام پوری کے حلقۂ تلامذہ میں داخل ہوئے اور تصوف کے مبارک فن میں حضرت شاہ ابو اسحاق بھیروی کے سامنے زانوے شاگردی تہ کیا۔ غرض شوق علم نے ایک زمانہ تک علامہ مرحوم کو آرام نہیں لینے دیا۔ مشاہیر علمائے ہندوستان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر چشمۂ علم سے سیراب

ہوئے۔ غرض کوئی مشہور مقام ایسا نہ تھا جہان شوق کمال نہ کھینچ لایا ہو۔
اشتیاق علم مین ایسی سرگرمیان اور ایسی جفاکشیان ظاہر کرنے اور ایسے دور دراز کے سفر اختیار کرنیکا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر علوم بخصوص فقہ اصول حدیث کلام فلسفہ اصل منطق ریاضیات اور تصوف مین وہ کمال حاصل کیا کہ ہندوستان مین ہرطرف اُنکی قابلیت کا نقارہ بجتا تھا۔
ایام طالب علمی مین علامہ مرحوم کا گذر مرشدآباد مین ہوا۔ شہرت عالمگیر نے والی ملک تک پہونچایا علماء سے مڈبھیڑ ہوئی۔ غرض ایک مجلس مناظرہ مرتب کی گئی اور علماء سے مباحثہ شروع ہوا۔
اگرچہ علامہ علیہ الرحمہ خود تنہا تھے لیکن علم کلام مین وہ یدطولی حاصل تھا کہ تائید مذہبی میدان مناظرہ مین سب پر گوی سبقت لے گئے ۱۲۷۲ھ مین موضع علی پور پرگنہ نظام آباد ضلع اعظمگڈھ مین انتقال فرمایا اور وہین آپکا مزار پرانوار مہبط انوار الٰہی ہے۔
کتاب نور النواظر فی علم المناظر منبع العرف میزان الاوزان شرح کافیہ طلسم احمدی اختلاف وقوع مغالطہ عامۃ الورود۔ محیط فی الہیأت شرح تہذیب حاشیہ میبذی فوائد العقائد اثبات التقلید فوائد نجمیہ فی العقائد۔ حاشیہ تلویح۔ شرح سبعہ معلقہ۔ فرائض احمدیہ۔ شرح نخبہ منبع المناظر۔ عجالہ جواہریہ وغیرہ قریب سو کتابون کے آپکی تصانیف سے ہین۔
مولانا کے چشمۂ فیضان سے بیشمار تشنگان علم سیراب ہوکر نکلے۔ آپ کے مدرسہ سے کثیرالتعداد علماء فضیلت کی پگڑی باندہ باندہ کر مختلف علوم مین مشہور آفاق ہوئے۔ چنانچہ حکمت و فلسفہ مین حکیم وقت علامہ عنایت رسول چریاکوٹی فن مناظرہ وکلام مین قاضی علی اکبر چریاکوٹی منطق وعروض وقافیہ مین خود آپ کے فرزند مولانا نجم الدین رح ادب۔ اور اصول بلاغت مین حضرت علی عباس چریاکوٹی۔ حدیث مین مولانا نذیر حسین دہلوے اور مولوی نصراللہ خان خویشگی خورجوی۔ فقہ مین مولوی سخاوت علی اور مولوی کرامت علی واعظ جونپوری معانی وبیان مین مولوی اصغر علی علی پوری۔ تصوف مین مولانا شاہ احمد علی پھپھوندی اور قاضی عنایت حسین چریاکوٹی۔ فارسی ادب مین مولوی ہادی رضا علی

چھ پاکو لی ؒ ۔ وغیرہ رحمہم اللہ

حضرت احمد علی رح کے مقولے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ عالم بے عمل اور جاہل پرہیزگار کی مثال چکّی کے ایسی ہے کہ وہ ہمیشہ محنت اور سرگردانی مین رہتی ہے لیکن اُسے یہہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ منزل مقصود تک کب پہونچیگی۔

(۲) دن کیوقت ایسے کامون مین لگے رہو کہ رات بے کسی فکر و الم کے بسر ہو اور رات کیوقت وہ کام کرو کہ صبح ہو تو ہم چشمون کو منہ دکھا سکو۔

(۳) کسی کے آگے سوال کا ہاتھ پھیلانا اپنی آبرو کا دامن کوتاہ کرتا ہے ؎

کردی دراز پیش کسان دست بوی خویش + پُل بستہ گر بگذری از آبروی خویش

(۴) کمال پیدا کرنا مال کے جمع کرنے سے بہتر ہے۔

(۵) باطن کی نکوئی جمال ظاہری سے افضل ہے۔

(۶) اگرچہ بخل کا آغاز اچھا نظر آتا ہے لیکن انجام اسکا ہمیشہ خراب ہوتا ہے اور سخاوت کی ابتدا اگرچہ ترش اور ضرارت پر ہے لیکن انجام مین صاحب سخاوت دین و دنیا دونون جگہ مالا مال ہو جاتا ہے۔

(۷) اصل مین بخیل وہ شخص ہے جو علم دین مین بخل کرے اور اپنے علم سے کسیکو نفع نہ پہونچائے۔

(۸) اکثر ارشاد فرمایا کرتے کہ اس زمانہ کے لوگ جب تحصیل علوم و فنون اور ریاضت شاقہ سے عاجز و دل تنگ ہو جاتے ہین تو بظاہر زہد و تقوی کا لباس پہنکر پیری مریدی شروع کرتے ہین۔ یہ ہے اس زمانہ کا تصوف الا ماشاء اللہ۔

## حضرت عنایت رسول ؒ

اخبار بین دنیا کے رہنے والون مین کم لوگ ایسے ہونگے جو اس گران پایہ حکیم کے نام سے ناواقف ہون۔ آپ تیرھوین صدی کے اُن یگانہ عصر اور فخر روزگار یادگارون مین

ہین جنہین خاک پاک چریاکوٹ نے مقدس ومبارک دین اسلام کی خدمت کے لئے دُنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔

دین محمدی کو اِس پایہ کے بہت کم لوگ ملے اور آہ! خدا غریق رحمت کرے عجیب وغریب فضل وکمال کے بزرگ تھے۔ وہ کونسا علم یا فن ہے جس مین مولانا کو درجۂ اجتہاد حاصل نہین تھا خصوصًا ریاضیات وفلسفہ تو اُن کی خانہ زاد لونڈی تہی۔

فارسی۔عربی۔عبری۔اور سنسکرت تینون زبانون پر قدرت کمال رکہتے تہے اور ضرورت زمانہ کے مطابق انگریزی بہی جانتے تہے۔

حکیمانہ روش مین حکماے متقدمین کی یادگار اور بڑے صاحب وجاہت اور خوبصورت تھے جو کچھ بیان کرتے تہے نہایت فصاحت کے ساتھ بیان کرتے تہے۔ سننے والے اُنکی جادو بیانی سے محو ہو ہو جاتے تھے۔ اجتہاد و تحقیق کا اُن پر خاتمہ ہوا اور اسلام مین علوم عبری کا سلسلہ اُنپر منقطع ہو گیا۔

غرض ۱۲۲۴ھ مین قصبہ چریاکوٹ کو یہہ فخر حاصل ہوا کہ مولوی عنایت رسول جیسا آفتاب علم اور علامہ یگانہ اُسکی آغوش مین پیدا ہوا۔

صغر سنی مین صرف ونحو کے ابتدائی رسالے اپنے باپ قاضی علی اکبر سے پڑہے جب کافیہ سے آگے بڑہے تو امام وقت مولانا احمد علی کے مدرسہ مین داخل ہوئے اور اِسکے بعد بقیہ تعلیم انہین علامہ مرحوم سے پائی اور اِسی مدرسہ سے فضیلت کی پگڑی باندہ کر نکلے۔ البتہ فن حدیث مین اپنے استادالاستاد مولانا سید رحیم علی ٹونکی ثم رامپوری سے مستفید ہوئے اور تھوڑی مدت مین علم حدیث کی تکمیل اور مسائل نقلیہ کی تحقیقات سے فارغ ہو کر وطن مین واپس آئے۔ ہنوز آرام نہین لیا تہا کہ علوم عبری سیکہنے کا شوق دل مین جوش زن ہوا اور اِس ذوق نے آخر آغوش وطن سے جدا کر چھوڑا۔ بعض علما متقدمین نے عمومًا اور امام فخرالدین رازی نے خصوصًا ادعا کیا تہا کہ زبان عبری پڑھکر توریت سے محمد عربی صلعم کی

نبوت اور آپ کے بارہ مین جو پیشین گوئیان کتب سابقہ مین ہین اُن کو ثابت کرین اور جو
ابتک پردہ خفا مین ہین اُن کو دُنیا کے سامنے آشکار کرین لیکن اُن علمائے کرام اور امام
مرحوم کا یہہ ارمان ہی ارمان رہا جسکو وہ اپنے ساتھ قبرون مین لے گئے۔

آخر سیکڑون برس بعد مشیّت ایزدی کو حرکت ہوئی اور تیرہوین صدی مین چریاکوٹ کی
پاک خاک سے ایک فاضل عباسی اُٹھا جس نے محنت شاقہ کرکے اور طرح طرح کے
مصائب و آفات جھیلکر عبری علوم حاصل کیئے اور اِس آرزو کو پورا کر چھوڑا جسکو
فخر الاسلام قبر مین ساتھ لیکر گئے۔

سنہ ۱۲۶۸ھ مین جبکہ ریل کا یہان نشان بھی نہین تھا آپ نے کلکتہ کا سفر کیا اور کیا کچھ زحمتین
نہ اُٹھائین۔ کلکتہ پہونچکر سب سے بڑی مشکل جو پیش آئی وہ یہ تھی کہ یہود غیر مذہب والون
کو عبری زبان سکھاتے نہین تھے۔

ناچار آپ نے یہود کی وضع اختیار کی۔ بظاہر اُن کے مذہب کے پیرو ہوئے کامل تین
برس اُن کے علماء کی صحبت و مجالس مین رہکر اپنا اعتبار جمایا اور جب علمائے یہود کو یقین
ہوا کہ وہ یہودی ہین تو مولانا نے پڑھنے کا سلسلہ ڈالا اور چھ برس کی مدت مین زبان
عبرانی اور علوم عربیہ کے نکات اور باریکیون کو پیے لیجا کر پوری مہارت حاصل کی۔

سنہ ۱۲۷۷ھ مین وطن مالوف کو واپس آئے یہان اِسوقت آپکے والد ماجد قاضی علی اکبر اور
راجہ شیو پرشاد مین مناظرہ ہو رہا تھا۔

راجہ موصوف حرکت ارض کا مدعی تھا اور قاضی اِسکے خلاف تھے۔ جب مولانا تشریف
لائے قاضی علیہ الرحمہ خود الگ ہوگئے اور آپنے اپنے باپ کا پہلو اختیار کیا۔ مہینون تک
اخبارون مین یہ مباحثے ہوتے رہے۔ ہوتے ہوتے کشش کی بحث آئی۔ راجہ
شیو پرشاد نے دعویٰ کیا کہ زمین بلکہ اکثر ستارون مین قوت کشش ہے چنانچہ بذریعہ دوربین
دیکھا گیا ہے کہ ایک ستارہ دوسرے ستارہ کو کھینچ رہا ہے۔

مولانا نے جواب دیا کہ کشش تو ایسی چیز نہین ہے جو آنکھون سے نظر آسکے۔ البتہ یہہ دیکھا ہوگا کہ دوستارے ساتھ ساتھ چلے جارہے ہین۔ لیکن اسکا ثبوت پیش کرنا چاہئے کہ ایک ستارہ دوسرے کو کشش کر رہا تھا۔ راجہ شیو پرشاد جواب دینے نہین پائے تھے کہ غدر ہوگیا اور یہہ بحث ناتمام رہ گئی۔

جب مولانا کا آوازہ فضل وکمال نجم الہند سر سید احمد خان کے کانون تک پہونچا ہمہ تن مشتاق ملاقات ہوکر دامن استفادہ سے لپٹ گئے۔

آپ کے دلچسپ حالات قابل ذکر ہین لیکن یہان اسکا محل نہین ہے ہمنے اپنی کتاب تذکرۃ العلماء مین وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔

بالجملہ یکم شوال جمعہ کی رات مین نماز مغرب کے بعد سنہ ۱۳۰۲ھ مین اس آفتاب عالمتاب علم نے انتقال فرمایا۔ مرنے کے وقت آیت رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین زبان پر جاری تھی۔

آپ زبان ژندی اور کلائی بھی نہایت خوب جانتے تھے۔ لڑکپن سے آپکی طبیعت لہو لعب سے متنفر تھی مگر شطرنج مین کمال تھا۔ آپکے حکیمانہ مضامین تہذیب الاخلاق کے پرچے مالامال ہین۔

آپ کی تصانیف مین

بشریٰ وہ کتاب ہے جسپر اسلام واہل اسلام جتنا فخر کرین بجا ہے اور اسکے شائع ہونے پر جتنا رونین روا ہے۔ یہ کتاب دو جلدون مین ہے۔ پہلی جلد مین توحید ومعاد وغیرہ اور عام نبوت سے بحث کی ہے۔ دوسری جلد مین محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص نبوت اور آپ کی عام بعثت کو تمام دنیا کی طرف توریت وکتب قدیمہ سے ثابت کیا ہے۔ علم کلام کے بعض ہی مسائل ہونگے جو اس کتاب مین نہون دوسری کتاب مقولات عصدیہ اقلیدس مین ہے۔ اسکی تین جلدین ہین اور ہر جلد مین چھ مقالے ہین۔ مولانا نے تین مقالے بڑھاکر اٹھارہ مقالے کئے ہین (تیسری تصنیف) کتاب الصلوۃ ہے۔ اس کتاب مین نماز کی تحقیقات ہے کہ وہ کسوقت وجود مین آئی اور کن کن صورتون مین

واجب ہوتی ہوئی اسلام مین اِس شکل کے ساتھ جلوہ گر ہوئی۔

(۵) اعجاز القرآن

(۶) کتاب الرضاعت۔

(۷) رسالہ نیچر۔ اِس مین نیچر کی تحقیق ہے۔

(۸) رد امّہات المومنین۔

(۹) الملاہی۔

(۱۰) شہادت نامۂ امام حسین۔

(۱۱) کتاب الحساب۔

(۱۲) جبر و مقابلہ۔

(۱۳) نور الانظار فی علم الابصار۔

(۱۴) فصول عضدیہ صرف مین ہے۔

(۱۵) میزان الکافی صرف مین

(۱۶) ہدایۃ الصرف فارسی صرف مین اور زبان کلالی و ژندی حروف تہجّی اور اونکے قواعد ہین۔

(۱۷) صرف عربی۔

(۱۸) علم کلام۔

تمت

۱۳۴۴۸

دخانی کل کی یہ تصویر ہے

اس کل کا بیان جو طوالت کا محتاج ہے علامہ محمد علی نے تذکرے مین مفصلاً بیان کیا ہے جس حصہ پر الف مرقوم ہے وہ ایک آہنی ظرف ہے جو نشان ق تک پانی سے پر ہے اسکے نیچے تنور بناکر اسمین آگ دہکاتے ہین اور آگ کی حرارت سے بخارات پانی سے اٹھکر اس نل مین داخل ہوتے ہین جسکے نیچے ب لکھا ہے جس حصہ پر ل لکھا ہے اسکا نام سلینڈر ہے وہ نال بندوق کیطرح مجوف اور لوہے کی بنی ہوئی مدور ہے جسکے نیچے حرف س ہے وہ بخارات پہونچنے کیوقت اوپر اوٹھتا ہے اور برودت پہونچنے کیوقت نیچے آتا ہے نام اوسکا پیسٹن ہے جسپر حرف ل ہے وہ نال ہے کہ اسکے اندر بخارات پیسٹن کے اندر جاتے ہین اور جسپر م ہے اسطرف سے بخارات پیسٹن کے نیچے جاتے ہین جسپر د ک ط مرقوم ہے وہ ایک آہنی شہتیر ہے جو اپنے محور پر گھومتی ہے ومن شاء الزیادۃ علے ہذا فلیرجع الی کتابنا المسمی بتذکرۃ العلماء - فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# دنیا کی بے ثباتی

اور وفات

## چراغ ربانی جناب مولوی محمد کامل صاحب نعمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

تو نادانی اگر باشد ترا عجب تاج سلطانی
فلک بال ہمارا در دمے بخشد مگس رانی

شنیدستی کہ شد غرقاب بحر گمرہی فرعون
ہمان با ور نداری قصۂ ملک سلیمانی

چو سر در طاعت یزدان نہ بنہادی چہ کار آید
جہانداری جہانسازی جہانگیری جہانبانی

نخواہد داد داد ما بیانہاست زال دہر
چرا بے سود گردی در ہوائے وصل خوبانی

بدنیا ہر کہ آمد باز بیند موطن اصلی
کجا موسیٰ و ہارون شد کجا فرعون ہامانی

کجا فاروق اعظم شد بصفت غیرت کسرے
کجا عثمان گم شد کامل ایمان و عنالی

کجا آن ضرب خالد رفت و کو زور علی حیدر
کجا صدق ابوبکر است و کو آن شرم عثمانی

بیا بشنو زمن اے عندلیب گلشن فانی
کہ دنیا قید مومن جنت کفار میدانی

مغرما طائر دل را اسیر دام شہوانی
مکن اسراف مال عمر در شہوات نفسانی

مشو مشغول در تعمیر قصر و ہم عمارتہا
کہ تو اے مست غفلت در سرائے دہر مہمانی

مآل ہر گدا و بادشہ یکسان تماشا کن
نہ افلاس گدا ماند نہ ماند ظل سلطانی

شدہ باز از معاصی با حکیمے ہمنشینی کن
دمے باش ہم سخن با حافظ آیات قرآنی

تو در بزم تصوف آدمی ہمدرد صوفی شو
شنو تا او چہ فرماید ز راہ و رسم عرفانی

گرفتم دولت و اقبال و شوکت جاکرت گردید
چہ میدانی گر اسرار خدا دانی نمیدانی

خزان آمد بگلشن جز بجا رستان نمی بینی
بگیر عبرت ز فریاد و نوا سنجان بستانی

برون کن جامۂ نخوت لباس خاکساری پوش
ببین لا تمش فی الارض مرحا در کلام پاک یزدانی

ز بلدان فساد و فتنہ خود بگریز منزلہا
بقرآن آیت لا تفسدوا فی الارض می خوانی

مصفّا دار از زنگ زنا آئینۂ اعمال
کہ آمد در خبر بے نور باشد صورت زانی

نشینی فارغ از فکر سفر مست مے غفلت
چہ نتوان کرد طے این منزل آخر بے آسانی

خدا بہر عبادت آفرید اولاد آدم را
اگر صرف معاصی شد چہ سود از عمر طولانی

ترا تاریک قبر تنگ باشد منزل اول
پے محشر سفر کردی مہیا ہیچ سامانی

جز اعمال نکو نبود پناہ از آفتاب حشر
چنین غفلت از ہول حشر اے مجنون آسانی

مشو مغرور بر جاہ دو روزہ کاخرت مرگ است
گرفتم در جہان مانی ولیکن تا کجا مانی

تو فردا گوشۂ تاریک قبر آباد خواہی کرد
چرا امروز در دنیا بجاے خویش نازانی

باز جاہ افتادن عبث تضییع اوقات است
اجل اندر کمین پنہان تو اینک در چہ سامانی

بزرگے را ازما بگرفتہ برباد فنا دادی
کنون بر ما نگر داے آسیاے چرخ گردانی

مکرم گر ترا فکرے رسد محزون چرا مانی
بدینسان ہست حال گردش گردون گردانی

کسے را گر بقا بودے نمودی شافع محشر
کجا دیدی ہمچو دو چشم ماہ و مہر رخشانی

دریغا حسرتا کز عالم احیا در رخصت شد
جناب مولوی کامل کہ مشہور است نعمانی

مددگار مسلمان حامی دین رسول حق
شبستان طریقت را بُد او قندیل ربانی

درین فن تصوف بے نظیر بناے زمان خود
جہان را رہنما فخر مشائخ قطب ربانی

تو گوئی صورت وے آیتے ز آیات یزدانی
تو گوئی سیرت وے سیرت محبوب سبحانی

ہمیدون برق ہجر آتش بسوز و خرمن راحت
مریدانش ہمی گریند چون ابر بہارانی

بزرگے جامعے علم شریعت را طریقت را
درین رہ گوئیا مسند نشین غوث جیلانی

| | |
|---|---|
| جہان فرزند اکنون مادر گیتی نخواہد زاد | وگر صد سال گردد گنبد گردون گردانی |
| نہ او از باغ گیتی رفت سوئے جنت الماوی | زاعظم گڈھ گل کا برفت آن جاہ و اعزاز مسلمانی |
| فرشتہ خصلت و بیدار دل شیخ حق آگاہی | ہمہ اوج حمیت آفتاب اوج عرفانی |
| ملک سیرت بشر صورت گران سنگ و سبک رفتار | ابا ریش دراز و روئے خوب و شکل نورانی |
| پریشانیم کاندر گلشن عالم نماند اکنون | مر آن گلدستۂ فضل و فضیلت ہائے انسانی |
| شب تاریک گشتہ روز بخت نیر خوابانش | بشد جمعیت او شان چو زلف اندر پریشانی |
| جہانے را دل از داغ غمش ہمچون گلستان است | نشستہ قمری روحش بسرو باغ رضوانی |
| مر آن شمع رہ ہمت ہمائے اوج دینداری | ضیائے دیدۂ ملت چراغ دین ربانی |
| رخ او مہبط انوار و دانش ظل پیغمبر | دل ویرا تو گوئی درج جوہر ہائے روحانی |
| جمادی الثانی و سادس ازین ماہ و شب جمعہ | ہزار و سہ صد و بست و دو آمد سال ہجرانی |

سروشے از فلک گل کرد و پرسیدیم و پاسخ داد
کہ رہی جنت فردوس شد تاریخ رضوانی
۱۳۲۲ھ

تندرستی کا بیمہ یعنی ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا

# نمک سلیمانی

جسکو کہ مشہور و معروف ڈاکٹر و کیمیکل ایگزامینر مسٹر ولیم رسٹن کریپر صاحب

ایف سی ایس - ایف - آئی - ایس - ممبر سائنس رائل اسکول لندن نے

جانچ کیا اور مفید پاکر سرٹیفکیٹ عطا فرمایا

یہہ نمک سلیمانی امراض ذیل مین جو کہ معدہ کی خرابی سے پیدا ہوتے ہین مثلاً کمی اشتہا بھوک کا نہ لگنا - قبض بدن کا سست ہونا - پیٹ کا درد - نفخ - قراقر - کھٹی یا جلی ہوئی ڈکارون کا آنا ہاضمہ کیوقت بدن کا گرم ہوجانا - اسہال - تپخیش - بواسیر - ریاح کا درد - دردسر - دردکمر - ضعف دماغ - ضعف بصر - تخمہ بدہضمی (یہ سب بیماریان معدہ کی خرابی سے پیدا ہوتی ہین) تیر بہدف کام دیتا ہے - چونکہ اس نمک سلیمانی کے استعمال سے معدہ کے تمام فضلات فاسد تحلیل ہوجاتے ہین اسوجہ سے گٹھیا کو بھی اس سے فائدہ ہوتا ہے - اور ہیضہ وطاعون کے دنون مین تو اسکا استعمال تریاق کا کام دیتا ہے - اس نمک سلیمانی کے استعمال سے دمہ اور امتلائی کھانسی جو کہ غذا کے اچھی طرح ہضم نہ ہونے کی وجہ سے اکثر پیدا ہوجاتی ہے بہت جلد چھوٹ جاتی ہے اگر یہ نمک سلیمانی روزمرہ تندرستی کی حالت مین استعمال کیا جائے تو معدے کی تمام خرابیون کو دور کرکے اسکی قدرتی قوت اور گرمی کا محافظ رہتا ہے جسکی وجہ سے بھوک بڑھتی ہے اور غذا ہضم ہوکر خون صالح پیدا ہوتا ہے اور خون کی خرابی سے جو مرض مثل داد سہوان اور کھجلی وغیرہ کے پیدا ہوجاتے ہین انکو جڑ سے کھو دیتا ہے -

اگر پوری ہدایتون اور پرہیز کیساتھ حالت تندرستی مین یہ نمک سلیمانی استعمال کیا جائے تو معمول سے زائد صاف اور نیا خون پیدا ہوسکتا ہے

ملنے کا پتہ - نونہال سنگھ بھارگو بیمہ کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس

## بیشمار خطوط اس نمک سلیمانی کی تعریف مین آئے ہوئے موجود ہین - لیکن صرف چند کا خلاصہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے

**جناب معلی القاب دبیرالدولہ ناظم یار جنگ اُستاد جہان مرزا خانصاحب فصیح الملک بہادر حضرت داغ دہلوی** مقام حیدرآباد دکن سے تحریر فرماتے ہین کہ مین نے آپکا نمک سلیمانی استعمال کیا اور انہین اوصاف کیساتھ موصوف پایا جیسا کہ اشتہار مین درج ہے اور جس شخص کو دیا گیا اُس نے بھی تعریف کی -

**جناب صاحبزادہ محمد امین الرحمن خانصاحب نبیرۂ عالیجناب نواب صاحب والی کچھپر مرحوم** - مقام لدیانہ سے تحریر فرماتے ہین کہ واقعی آپکا نمک سلیمانی - بدہضمی کہٹی ڈکار - نفخ - درد ریاحی - درد شکم کیواسطے نہایت مفید پایا - میرے چند دوست معدے کی شکایت کے شاکی میرے پاس آئے مین نے آپکا نمک سلیمانی اُنکو دیا خدا کے فضل سے اُن لوگون کو آرام ہوا - درحقیقت آپکا نمک سلیمانی امراض معدہ کیواسطے اکسیر کا حکم رکہتا ہے اور مین خود - درد ریاحی اور کہٹی ڈکارون کے مرض مین مبتلا تھا - اِس نمک سلیمانی کے استعمال سے شفا کلی حاصل ہوئی -

**جناب مولوی ریاض الدین احمد صاحب** استاد جناب نواب ولیعہد بہادر ریاست بھوپال تحریر فرماتے ہین کہ میرا لڑکا پانچ برس سے بعارضہ دست اور ہیضہ بیمار تہا اور ہر طرح کی دوا یونانی و ڈاکٹری کی گئی مگر فائدہ نہوا آپکے نمک سلیمانی کا استعمال کراتا ہون جس سے اوسکو فائدہ معلوم ہوتا ہے اور امید ہے کہ آپکے نمک سلیمانی سے مرض دیرینہ دفع ہو جائیگا براہ مہربانی دو شیشیان نمک سلیمانی اور بذریعہ ویلیو پے ایبل بھیجدیجئے -

**کلکٹر و مجسٹریٹ غازیپور** جناب پنڈت رماشنکر صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہین کہ بابو گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ہاضمہ کی قوت بڑہانے کیواسطے بہت ہی مفید ہے -

**جناب دیوان ٹیک چند صاحب بہادر آئی سی ایس کلکٹر و مجسٹریٹ** مقام لدھیانہ سے تحریر فرماتے ہین کہ ڈاکٹر گنیش پرشاد بھارگو کا بنایا ہوا نمک سلیمانی ہاضمہ کی شکایتون کیواسطے بہت ہی عمدہ دوا ہے اسکو مین نے خود استعمال کیا اور اپنے چند دوستون کو بھی دیا سب نے اسکے مفید ہونے کی تعریف کی

**جناب بابو سالک رام سنگہ صاحب مقام ٹوکیو ملک جاپان** سے تحریر فرماتے ہین کہ مین آپکا نہایت ممنون ہون کہ آپکے بنائے ہوئے نمک سلیمانی سے سمندر کے سفر مین جو کہ مجہکو جاپان آتے وقت درپیش تہا بہت مدد ملی سمندری بیماری مثل قے - متلی - دیگر وغیرہ مین اسکے استعمال سے فوراً فائدہ ہوتا تہا - آپکا نمک سلیمانی معدے کی شکایتون کے واسطے بہی نہایت ہی مجرب دوا ہے اور کہانے مین نہایت خوش ذائقہ ہے -

ملنے کا پتہ نونہال سنگہ بھارگو منیجر بھارگو منیجر کارخانہ نمک سلیمانی محلہ گائے گھاٹ شہر بنارس

بجیب ہے

# سَیفُ المَسلُول

قابل دید ہے

۴ خر حضرات شیعہ خصوصًا مولوی مقبول احمد صاحب کی زبان درازیون اور تبرّے بازیون
نے ہم کو اسباب پر مجبور کیا کہ ہماری طرف سے بہی شیعون کو دندان شکن جواب دئے جائین
اِس غرض کے پورا کرنے کے لئے "رسالہ سیف المسلول" جو اسم بامسمّٰے ہے۔ تالیف کیا گیا
اِس رسالہ مین بدلائل قاطعہ ثابت کردیا گیا ہے کہ فرقہ اہل سنّت والجماعت کو جو شیعی
ناصبی و خارجی فرماتے ہین بالکل افترا اور صرف ایک منافقانہ چال ہے۔ حالانکہ
خود انھین کا ناصبی و خارجی ہونا انھین کے کتب معتبرہ سے بخوبی ثابت ہے۔ غرضکہ
اِس مبارک کتاب مین ان لوگون کی دینداری کا راز خوب ہی فاش کردیا گیا ہے
اور انکی مذہبی کتابون کا شیرازہ سرتاپا درہم برہم کرڈالا گیا ہے۔

چونکہ رسالہ کی اشاعت سے صرف دینی خدمت منظور ہے۔ اسلئے قیمت صرف ۴ر
ہے تاکہ عوام کو اپنے سچے مذہب کی تحقیق اور افترا پردازون کی جھوٹی مکاریکا
پورا عقدہ کھل جاوے۔

جو لوگ اپنے مذہب سے اور شیعون کے مکائد سے بخوبی واقف نہین ہین انپر
فرض ہے کہ اِس رسالہ کو ضرور خرید فرماوین اور اول تا آخر غور سے مطالعہ کرین مولف
نے نہایت متانت سے کام لیا ہے دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی قیمت صرف ۴ر علاوہ
محصولڈاک مقرر ہے۔

## نوٹ

متمول احباب کم از کم چار جلدین زیادہ جسقدر ممکن ہو منگا کر غریب مسلمانون کو مفت تقسیم
کرین اور ثواب حاصل کرین ہم بہی خرچ روانگی ڈاک نہ لینگے۔ جو صاحب چار آنہ کا ٹکٹ ہمراہ
فرمائش کے ارسال فرماوینگے اونکو بیرنگ پیکٹ روانہ کیا جاویگا اور جو صاحب وی پی طلب
کرینگے اونکو ۴ر دینا ہوگا۔ واضح رہے یہ کتاب حسب فرمائش مولوی حافظ محمد عبد السمیع صاحب مولف
کتاب ہذا مطبع صدیقی پریس بنارس مین چہپی ہے۔

المشتہر

آپکا خیر اندیش حاجی حافظ حفیظ الدین احمد اینڈ سنس جنرل مرچینٹ۔ محلہ سرائے ہڑہا شہر بنارس

# رسالہ تعلیم الاسلام

یہہ ماہواری رسالہ بنارس سے ماہ ذیحجہ ۱۳۲۲ھ مطابق ماہ مارچ ۱۹۰۵ع سے شایع ہوتا ہے اس مبارک پرچے مین تفسیر قرآن مجید سلیس اردو عام فہم سلسلہ کے ساتھ اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کی تردید اور آٹھ صفحے پر ترجمہ شفا صاحبکو عربی سے اردو مین جناب مولانا مولوی نظیر الدین احمد صاحب لکھ رہے ہین شایع ہوتا ہے اس رسالہ سے اُن ناواقف اور کم استعداد مسلمانون کو فائدہ پہنچایا جاتا ہے جو آجکل کی نئی روشنی والے مخالف اسلام یعنی آریہ سماج کے بیجا اعتراضات سے شک و شبہہ مین آچلے ہین اس ماہوار رسالہ سے وہ سب دُھل دُھلا کر شفاف براق ہو کر چمکنے دمکنے لگتے ہین اس رسالہ مین تفسیر سلسلے کے ساتھ لکھی جاتی ہے جسکو جناب حافظ مولوی عبد السمیع صاحب بڑی جانفشانی سے جا بجا کے شک و شبہہ بدلائل عقلی و نقلی اور بحوالات کتب تفاسیر معتبرہ سے نہایت صحت کے ساتھ تحریر فرماتے ہین اس مین کوئی شک نہین کہ ایسی تفسیر آجتک نہین لکھی گئی

اس رسالہ سے یہہ مقاصد اخذ کئے گئے ہین۔

اول یہہ کہ اسلام کی اشاعت۔ دوسرے یہ کہ ناواقف اور کم استعداد مسلمانون کو اپنے سچے مذہب اسلام اور اپنے سچے قرآن پاک کے ترجمہ و تفاسیر سے اور اسلامی اصول سے واقف کرائین۔ تیسرے یہ کہ مخالفین اسلام کے بیجا اعتراضات جو اخبارات وغیرہ مین شایع ہوتے ہین انکو دندان شکن جواب دینا وغیرہ۔ یہہ رسالہ کسی تجارت کی غرض سے نہین شایع کیا گیا ہے۔ بلکہ غریب مسلمانون کو مفت دیا جاتا ہے صرف محصولڈاک ۲ر لیا جاتا ہے عام معاونین سے صرف دو روپیہ سالانہ معہ محصولڈاک۔ ذی استطاعت احبابون سے عنایتی رقم جو کچھ اسکی اشاعت مین مرحمت ہوگی شکریہ کے ساتھ درج کیا جائیگا۔ اور خدا تعالی اسکا اجر آخرت مین دیگا۔ نمونہ کا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا۔ اپنا نام و پتہ خوشخط اور صاف تحریر فرمایئے تاکہ تعمیل حکم مین دقت نہو۔

**نوٹ** جو اصحاب اسکے نئے معاونین ہونگے اونکی خدمت مین پرچہ اول سے روانہ ہوگا۔ اور وہ اول سے خریدار متصور ہونگے۔

المشتہر

مینیجر رسالہ تعلیم الاسلام شہر بنارس